عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۲ | ۱۶ تا ۲۲ جمادی الاول ۱۴۴۵ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۴۵

حضرت عاصم بن ثابتؓ

فلسطین اسرائیل جنگ

ہماری ذمہ داریاں

صہیونیت اور اسرائیل تاریخی پس منظر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

زندگی میں جائیداد کو تقسیم کرنا شرعاً ضروری نہیں

س:......کیا میں اپنی زندگی میں جائیداد تقسیم کرسکتا ہوں؟ میری ایک دکان اور ایک مکان ہے۔ میری زندگی میں میرا کیا حق ہوگا؟ میرے دو بیٹے فوت ہوگئے، ان کے بیٹے حصہ مانگتے ہیں، سب پوتے حصہ مانگتے ہیں۔ میری ایک بیٹی زندہ ہے اور ایک بیٹا زندہ ہے جو میرے ساتھ ہی ہیں، جو پوتے ہیں وہ اپنی مرضی سے علیحدہ ہوگئے۔

نیز ایک پوتا تو مدرسہ کی جگہ پر بھی دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے باپ کا ہے، جبکہ مدرسہ کی جگہ چندوں سے خریدی گئی ہے۔ اس کا کرایہ مدرسہ کے اخراجات، طعام اور استادوں کو تنخواہ بھی چندہ سے دی جاتی ہے۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

1:... واضح رہے کہ زندگی میں والدین کے لئے اپنی جائیداد کو تقسیم کرنا شرعاً ضروری نہیں ہے اور نہ ہی اولاد کے لئے جائز ہے کہ وہ والدین سے جائیداد کی تقسیم کا مطالبہ کریں یا ان پر دباؤ ڈالیں۔ والدین کی جائیداد اور مال میں جب تک وہ زندہ ہیں، اولاد کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ اور والدین اپنی مرضی اور خوشی سے جو دیں یہ ان کا اولاد پر احسان ہوتا ہے۔ اس لئے اگر والدین زندگی میں ہی اپنی اولاد کو جائیداد تقسیم کرنا چاہیں تو یہ ان کی مرضی اور خوشی پر موقوف ہے، جتنا چاہیں اولاد میں تقسیم کردیں اور جس قدر چاہیں اپنے لئے روک لیں اور جس قدر چاہیں فی سبیل اللہ خرچ کردیں۔ اولاد میں سے کوئی بھی انہیں ایسا کرنے سے روک نہیں سکتا، لیکن زندگی میں اولاد کے درمیان جائیداد تقسیم کرنا شرعاً ہبہ کہلاتا ہے اور ہبہ کے لئے شرعاً حکم یہ ہے کہ بیٹے اور بیٹی کو برابر برابر دیا جائے، کیونکہ اولاد ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ اس لئے ہبہ دینے میں برابری کرنا افضل ہے۔ ہاں اگر اولاد میں سے کوئی زیادہ محتاج ہو یا زیادہ نیک وفرمانبردار ہو تو اسے کچھ زیادہ دے سکتے ہیں۔ اور اگر آپ چاہیں تو جن دو بیٹوں کا انتقال ہوچکا ہے، ان کا حصہ بھی ان ہی کے برابر نکال کر دونوں مرحوم بیٹوں کی مذکر، مونث اولاد کے درمیان برابر برابر تقسیم کرسکتے ہیں۔ اس کا آپ کو مکمل اختیار ہے۔

2:... مدرسہ چونکہ وقف ہوتا ہے، کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتا۔ اس لئے اس پر بطور میراث ملکیت کا دعویٰ کرنا شرعاً غلط ہے۔ اگر زندگی میں آپ اپنی جائیداد کو تقسیم نہیں کرتے تو آپ کی وفات کے بعد تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے وارث آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہی ہوں گے۔ جن بچوں کا انتقال آپ کی زندگی میں ہوگیا وہ یا ان کی اولاد آپ کے شرعی وارث نہیں ہوں گے۔ ہاں! آپ ایک تہائی مال میں سے ان کے لئے وصیت کرسکتے ہیں، پھر ان لوگوں کو اس وصیت کے مطابق برابر برابر ملے گا، یعنی آپ کے تمام پوتوں اور پوتیوں کو ایک تہائی مال وصیت کے مطابق برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

فقط واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۲ ۱۶ تا ۲۲ رجمادی الاول ۱۴۴۵ھ مطابق یکم تا ۷ ردسمبر ۲۰۲۳ء شمارہ:۴۵

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرمؔ، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

فلسطین، اسرائیل جنگ، ہماری ذمہ داریاں	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
صیہونیت اور اسرائیل..... تاریخی پس منظر	۱۱	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ	۱۵	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
اسلام میں خاندانی نظام کا تصور	۱۹	مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری
خبروں پر ایک نظر	۲۱	ادارہ
میرے ڈرائیور عبدالرزاق مرحوم	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
تحفظ ختم نبوت کانفرنس، لاہور	۲۵	〃 〃 〃 〃 〃

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ڈالر
فی شمارہ: ۱۵روپے، ششماہی: ۳۵۰روپے، سالانہ: ۷۰۰روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۵۹

فصل:....۷ ہجری کے سرایا

۱:.....سریہ ابان بن سعیدؓ:.....اس سال محرّم میں حضرت ابان بن سعید بن العاص بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کا سریہ نجد کی طرف بھیجا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چند صحابہؓ کی رفاقت میں غزوۂ خیبر کے لئے تشریف لے جانے سے پہلے مدینہ سے روانہ فرمایا تھا، یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت خیبر پہنچے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے فارغ ہوچکے تھے، اس لئے ان کو خیبر کی غنیمت سے باقاعدہ حصہ نہیں ملا، البتہ بطورِ عطیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی کچھ مرحمت فرمایا۔ ان کی واپسی کے موقع پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قبیلہ دوس کے وفد کے ساتھ یمن سے آئے تھے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جبکہ فتحِ خیبر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی خیبر ہی میں تشریف فرما تھے (اور غنیمت تقسیم ہورہی تھی)، پس میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بھی حصہ دیجئے۔ ابان بن سعید بن العاص نے کہا: یارسول اللہ! ان کو نہ دیجئے۔ میں نے کہا: یہ (نعمان) بن قوقل (انصاریؓ) کا قاتل ہے (کہ ان کو جنگِ اُحد میں ابان نے شہید کیا تھا، اس وقت یہ کفارِ مکہ کی فوج میں تھے، بعد ازاں مسلمان ہوگئے)۔ اس پر ابان بن سعید نے کہا: کتنی عجیب بات ہے کہ ایک بلاّ جو ''ضان'' نامی پہاڑ کی چوٹی سے اُتر کر ہمارے یہاں آیا ہے، وہ مجھ پر ایک ایسے مردِ مسلم کے قتل کا عیب دھرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں (مرتبۂ شہادت کی) عزّت وکرامت بخشی اور مجھے اس کے ہاتھوں ذلیل نہیں ہونے دیا (یعنی اگر معاملہ برعکس ہوجاتا کہ میں بحالتِ کفر اس کے ہاتھوں قتل ہوجاتا تو ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں جاتا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس ذِلت سے بچالیا)۔'' اس ارشاد میں گویا ان تینوں حضرات کی شہادت کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بحرف صحیح نکلی۔ (مترجم)

۲:.....سریہ امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ:.....اسی سال شعبان میں امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا سریہ موضع تربہ بھیجا گیا۔

تربہ:.....بضم تائے فوقانیہ وفتح رائے مہملہ، اس کے بعد بائے موحدہ، پھر تائے تانیث۔ یہ مکہ سے دو دن کی مسافت پر ایک وادی ہے، یہاں بنوہوازن کے بقیہ کافر آباد تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیس سواروں کی معیت میں روانہ ہوئے، کفار کو ان کی روانگی کا علم ہوا تو بھاگ نکلے، اس لئے مقابلہ نہیں ہوا، اور آپ صحیح سالم مدینہ واپس آگئے۔

۳:.....سریہ امیر المؤمنین ابوبکر صدیقؓ:.....اسی سال شعبان ہی میں حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سریہ بنوکلاب کی طرف روانہ ہوا، یہ لوگ نجد میں وادی القریٰ کی جانب آباد تھے، مقابلے میں دُشمن کے چند آدمی قتل اور چند قید ہوئے اور آپؓ صحیح سالم مدینہ واپس آگئے۔

۴:.....سریہ بشیر بن سعدؓ:.....اسی سال شعبان میں حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کا سریہ بنومرہ کی طرف فدک بھیجا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تیس سواروں کا اَمیر بنا کر بھیجا، جن میں اُسامہ بن زید، ابومسعود عبدری اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے، وہاں شدید جنگ ہوئی، تاہم یہ حضرات چند اُونٹ، بکریوں کی غنیمت کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے۔ سیرت شامیہ کے مؤلف نے اسی طرح ذکر کیا ہے، مگر سیّد جمال الدین نے روضۃ الاحباب میں اس کے خلاف ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:''حضرت بشیر کے تمام رفقاء شہید ہوگئے، اور وہ خود بھی زخمی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ واپس آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ میں صحابہؓ کی ایک جماعت دوبارہ ان کی طرف بھیجی، انہوں نے کفار سے مقابلہ کیا، اور اِنتقام لیا اور غنیمت حاصل کی۔''

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

فلسطین اسرائیل جنگ اور ہماری ذمہ داریاں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اکتوبر ۲۰۲۳ء کی ۷ / تاریخ سے تاحال فلسطین کے باشندوں خصوصاً اہالیانِ غزہ پر اسرائیل کی ریاستی دہشت گردی جاری ہے۔ نہتے بچوں، بوڑھوں، خواتین حتیٰ کہ پناہ گزین کیمپوں میں موجود معصوم انسانوں اور ہسپتالوں میں موجود زخمیوں اور بیماروں پر بمباری کی جارہی ہے، جس سے نو ہزار سے زائد مسلمان شہید ہوچکے ہیں اور چھبیس ہزار کے قریب زخمی ہیں۔ غزہ کے چاروں طرف محاصرہ کی بنا پر اہلِ غزہ پر خوراک، پانی، ایندھن اور ضروریاتِ زندگی کو تنگ کردیا گیا ہے، جس کی بنا پر نہ صرف عالمِ اسلام کے عوام بلکہ انصاف پسند مغربی اقوام بھی سراپا احتجاج ہیں، لیکن اقوامِ متحدہ سمیت مسلم حکمران مذمتی قراردادوں کے پاس کرانے کے سوا کہیں آگے نہیں بڑھ رہے۔ ان حالات میں عالمِ اسلام کے عوام اور حکمرانوں کی کیا ذمہ داری بنتی ہے، اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری زید مجدہٗ سے سوال کیا گیا، جس کا جواب روزنامہ جنگ میں ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کے عنوان کے تحت شائع ہوا، اس جواب میں بہت ہی اہم، مقصودی اور بنیادی باتوں کا تذکرہ آگیا ہے۔ قارئینِ ہفت روزہ ختم نبوت کے افادہ کی غرض سے اداریے کے طور پر انہیں شائع کیا جارہا ہے۔

''سوال:.... حماس اسرائیل جنگ اور اس پر مسلمان ملکوں کے رویے کی وجہ سے دل بہت پریشان اور غمگین ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے؟ آپ سے درخواست ہے کہ میری گزارش کو فوقیت دیں، کیوں کہ یہ صرف مجھ اکیلے کا سوال نہیں ہے۔

جواب:.... فلسطین کے حالات کی وجہ سے ہر انصاف پسند اور صاف دل اور زندہ ضمیر رکھنے والا شخص رنجیدہ ہے۔ ایک مومن تو اپنے دل میں درد، جگر میں سوز اور کلیجے میں جلن محسوس کرتا ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیے۔ اسلام نے جس درد و محبت کے رشتے میں ہمیں پرودیا ہے، اس کی رو سے مشرق میں کھڑے شخص کے پاؤں میں اگر کانٹا بھی چبھے تو مغرب میں کھڑے شخص کو اپنے دل میں اس کی چبھن محسوس کرنی چاہیے۔ ایک کی مصیبت پر دوسرے کو تڑپ جانا چاہیے اور ایک کی چوٹ کی کسک دوسرے کو اپنے سینے میں محسوس ہونی چاہیے۔ اس کیفیت میں شدت اس وقت آجاتی ہے جب وہ خود آگے بڑھ کر مظلوم کی مدد اور ظالم کا ہاتھ روکنا چاہ رہے ہوں، مگر بے بس ہوں اور جن کی اصل ذمہ داری ہو، وہ اس کا احساس نہ رکھتے ہوں، ایسے موقع پر ان کی حالت وہ ہوجاتی ہے جو امام سبکی علیہ الرحمۃ پر گزری تھی اور اس حالت میں ان کے قلم سے یہ درد میں ڈوبے ہوئے الفاظ نکلے تھے کہ: ''ہائے! ہاتھوں کا کام فریاد کرنا نہیں، بلکہ گریبان پکڑنا ہے، مگر افسوس کہ یہ ہاتھ ان تک پہنچ نہیں سکتے ہیں۔'' جن کے ہاتھ ان تک پہنچ سکتے ہیں، جنہیں عالمِ اسلام اور ستاون اسلامی ملکوں سے یاد کیا جاتا ہے، اُن کی زبانیں گنگ، ہاتھ شل، اعضاء مفلوج اور ضمیر مردہ ہوچکے ہیں، چنانچہ عملی تعاون اور مدد تو کجا، کہیں سے ان مظلوموں کی حمایت میں کوئی طاقت ور اور توانا آواز بھی نہیں اُٹھ رہی ہے۔ اگر کہیں کسی گوشے سے کوئی نحیف و نزار صدا سنائی بھی دیتی ہے تو رسمی جملوں

تک محدود ہوتی ہے، حالانکہ ان کو آوازوں اور قراردادوں کی ضرورت نہیں، بلکہ ٹینکوں کے مقابلے میں ٹینکوں کی اور میزائلوں کے مقابلے میں میزائلوں کی ضرورت ہے۔ اسرائیل کی حمایتی ریاستوں نے صرف اس کے حق میں آواز بلند نہیں کی ہے، بلکہ بحری بیڑے اور عسکری ساز وسامان بھیجا ہے۔

عالمِ اسلام اگر فلسطینیوں کے ساتھ یہ رویہ رکھ کر سمجھتا ہے کہ ان کی اُفتاد ہے، اُن پر پڑی ہے اور وہ جھیل لیں گے اور گزر جائے گی تو یہ اُن کی خام خیالی ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ: ''قَالَ رَبُّکَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی: وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَأَنْتَقِمَنَّ مِنَ الظَّالِمِ فِيْ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ، وَلَأَنْتَقِمَنَّ مِمَّنْ رَأٰی مَظْلُوْمًا فَقَدَرَ أَنْ یَّنْصُرَہٗ فَلَمْ یَفْعَلْ۔'' (المعجم الأوسط للطبرانی، ج:۱، ص:۱۵، باب الألف، من اسمہ أحمد، ط: دار الحرمین۔ القاہرۃ)

ترجمہ: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں جلد یا بدیر ظالم سے بدلہ ضرور لوں گا اور اُس سے بھی بدلہ لوں گا جو باوجود قدرت کے مظلوم کی مدد نہیں کرتا۔'' صحیح بخاری میں ہے کہ: ''اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ۔''

(صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب لا یَظلِمُ المُسلِمُ المُسلِمَ ولا یُسلِمُہٗ، رقم الحدیث: ۲۴۴۲)

یعنی ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، مسلمان نہ دوسرے بھائی پر زیادتی کرتا ہے اور نہ ہی اسے اوروں کے سپرد کرتا ہے۔'' اور مسلم شریف میں ہے کہ: ''وَلَا یَخْذُلُہٗ'' (صحیح مسلم ص:۱۹۸۶، ج:۴، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ، ط: دار إحیاء التراث العربی)

یعنی ''اسے بے یار ومددگار نہیں چھوڑتا ہے۔''

مسلمانوں کو اگر عالم اسلام سے امید ہے تو عالمِ اسلام کی نظریں خصوصاً پاکستان کی طرف ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں اگر اسرائیل کا کوئی حقیقی حریف اور اصل مدِمقابل ہے تو وہ پاکستان ہے۔ دونوں کی بنیاد مذہبی ہے اور دونوں کی عمریں تقریباً برابر ہیں اور دونوں ایٹمی قوتیں ہیں۔

پاکستان پر کسی اور سے زیادہ یہ ذمہ داری اس وجہ سے بھی عائد ہوتی ہے کہ ہمارے آئین کا آرٹیکل: ۴۰، عالمِ اسلام سے مضبوط رشتہ استوار کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ بانیِ پاکستان کے الفاظ ہیں کہ: ''پاکستان دنیا کی مظلوم اور کچلی ہوئی اقوام کو اخلاقی اور مادی امداد دینے سے کبھی بھی نہیں ہچکچائے گا۔''

اور اقوامِ متحدہ کے منشور میں درج شدہ اُصولوں کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان نے کئی اسلامی ملکوں کی آزادی کے لیے اَنتھک کوششیں کی ہیں اور ایشیا، افریقا، اور لاطینی امریکا کی مظلوم قوموں کا ساتھ دیا ہے۔ فلسطین کے ساتھ بانیانِ پاکستان کا رشتہ بطورِ خاص اسی طرح رہا ہے جیسے کشمیر کے ساتھ رہا ہے، انہوں نے کشمیر کی طرح فلسطین کے درد کو بھی اپنا درد سمجھا اور دونوں ہی تحریکوں میں بہ دل وجان حصہ لیا ہے، بلکہ ہمدردی کا یہ تعلق جانبین سے رہا ہے۔ فلسطین کے اکابر نے ہمیشہ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے پاکستان کے موقف کی حمایت کی اور کشمیریوں کے حقِ خودارادیت کی تائید کی، خصوصاً قیامِ پاکستان کے زمانے میں مفتی اعظم فلسطین کے عہدے پر فائز مفتی امین حسینیؒ نے ۱۹۵۱ء میں کشمیر کے حوالے سے کراچی میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کی اور بذاتِ خود آزاد کشمیر جا کر کشمیریوں کے حقِ خودارادیت کی حمایت کی۔ حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ کی فلسطین کے بارے میں فکرمندی ان کے کلام اور خطبات سے واضح ہے اور بانیِ پاکستان کی موجودگی میں مسلم لیگ نے قرارداد پاس کی کہ عالمِ اسلام بیت المقدس کو غیر مسلموں سے آزاد کرنے کے لیے مشترکہ حکمتِ عملی وضع کرے۔

قیامِ پاکستان کے بعد بانیِ پاکستان نے امریکی صدر کے نام ایک خط میں اسرائیل کے قیام کو اقوامِ متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی قرار دیا اور

امریکی صدر سے اپیل کی کہ وہ فلسطین کی تقسیم کو روکیں۔ بعدازاں آل انڈیا مسلم لیگ کے آخری اجلاس منعقدہ ۱۴ اور ۱۵ ردسمبر ۱۹۴۷ء میں فلسطین کی تقسیم کو مسترد کیا گیا۔ ان ابتدائی گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ اسرائیل ایک ریاست ہے اور ریاست کا ہاتھ افراد نہیں، بلکہ ریاست روک سکتی ہے؛ اس لیے پاکستان سمیت تمام مسلمان ملکوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ ان حالات میں مسلمان ملکوں اور عوام کو چاہیے کہ وہ درج ذیل امور کا اہتمام کریں:

①۔ سب سے پہلے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع اور انابت کر کے اسی سے مدد مانگیں اور خوب دعائیں کریں؛ کیوں کہ وہی مسلمانوں کا حقیقی حامی وناصر اور معین ومددگار ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: ’’وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ‘‘ (آلِ عمران، آیت نمبر: ۱۲۶)

ترجمہ: ’’فتح تو کسی اور کی طرف سے نہیں، صرف اللہ کے پاس سے آتی ہے جو مکمل اقتدار کا بھی مالک ہے اور تمام تر حکمتوں کا بھی مالک ہے۔‘‘ اسی سورت کی ایک سو پچاسویں آیت میں ہے کہ: ’’بَلِ اللّٰهُ مَوۡلٰٮكُمۡ‌ۚ وَهُوَ خَيۡرُ النّٰصِرِيۡنَ ‘‘ (آلِ عمران، آیت نمبر: ۱۵۰)

ترجمہ: ’’(یہ لوگ تمہارے خیرخواہ نہیں ہیں) بلکہ اللہ تمہارا حامی وناصر ہے اور وہ بہترین مددگار ہے۔‘‘ یہ بھی ارشاد ہے کہ:

’’اِنۡ يَّنۡصُرۡكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَـكُمۡ‌ۚ ‘‘ (آلِ عمران، آیت: ۱۶۰) ترجمہ: ’’اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔‘‘

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان جب آسمانی طاقت ساتھ لے کر چلے ہیں تو بڑی بڑی طاقتیں ان کے سامنے خاک کے گھروندے ثابت ہوئے ہیں۔ اسرائیل طاقت ور سہی مگر خدا سے زیادہ طاقتور نہیں اور اس کی طاقت یہی ہے کہ مٹھی بھر جماعت نے اس کی دھاک خاک میں ملادی ہے، وہ شدید رسوا اور ذلیل ہوا ہے، اس کی ہیبت زائل ہو چکی ہے، اس پر لرزہ طاری ہے اور وہ حواس باختہ ہو چکا ہے۔ چند دنوں کی جھڑپوں میں اس نے شدید جانی، مالی اور عسکری نقصان اُٹھایا ہے، اب وہ نہ سکونت کے اعتبار سے محفوظ رہا ہے اور نہ ہی سرمایہ کاری کے لیے قابلِ اعتماد ٹھہرا ہے، اس کے ریڈاروں، کیمروں، سینسروں، مضبوط دیواروں، آہنی باڑوں اور جدید ٹیکنالوجی کے باوجود مجاہدین اسے ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: ’’وَلَا تَهِنُوا فِي ابۡتِغَاءِ الۡقَوۡمِ إِنۡ تَكُونُوا تَأۡلَمُونَ فَإِنَّهُمۡ يَأۡلَمُونَ كَمَا تَأۡلَمُونَ وَتَرۡجُونَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرۡجُونَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا‘‘ (سورۂ نساء، آیت: ۱۰۴)

ترجمہ: ’’اور تم ان کافر دشمنوں کا پیچھا کرنے میں کمزوری نہ دکھاؤ، اگر تمہیں تکلیف پہنچی ہے تو ان کو بھی اس طرح تکلیف پہنچی ہے جیسے تمہیں پہنچی ہے اور تم اللہ سے اس بات کے امیدوار ہو جس کے وہ امیدوار نہیں اور اللہ علم کا بھی مالک ہے اور حکمت کا بھی مالک۔‘‘

②۔ دوسری چیز خدا پر یقین اور اعتماد ہے۔ یقین وہ ہتھیار ہے جو حالات کے دھارے کو بدل دیتا ہے، طوفانوں کا رخ موڑ لیتا ہے، مبصرین کے اندازوں کو غلط ثابت کر دیتا ہے اور انقلاب برپا کر دیتا ہے۔ تاریخ اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ بنی اسرائیل کو سر کی آنکھوں سے نظر آ رہا تھا کہ آگے سمندر اور اس کی طغیانی ہے اور پیچھے فرعون اور اس کا لاؤ لشکر ہے؛ اس لیے پکار اُٹھے کہ ہم تو پکڑے گئے، مگر موسیٰ علیہ السلام نے پورے جزم اور یقین سے کہا: ’’كَلَّا‌ۚ اِنَّ مَعِىَ رَبِّىۡ سَيَهۡدِيۡنِ‘‘ (الشعراء: ۶۲) ’’ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے جو مجھے ضرور راستہ دے گا۔‘‘

اس کے بعد جو کچھ ہوا، وہ سب کو معلوم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی یقین کی بدولت کسی جتھے اور جماعت اور کسی مادی قوت اور منصب کے بغیر تن تنہا اس وقت کی پوری دنیا کے باطل سے جا ٹکرائے اور اسے پاش پاش کر دیا۔ غزوۂ خندق میں ایسے موقع پر جب مسلمان فاقہ کشی کا شکار ہیں

اور ایسے حالات میں کہ جب زندہ بچ جانے کی اُمیدیں کم ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ تم ایران اور شام کے محلات کو فتح کرو گے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا ولولہ وعزم اور عشق ویقین تھا کہ لشکرِ اسامہؓ کو روانہ فرمایا، مرتدین سے قتال کیا اور دو بڑی سلطنتوں سے جہاد کیا، حالانکہ مہاجرین اور انصار کے سب بزرگوں کی رائے اس کے خلاف تھی۔

آج بھی عقل کا فتویٰ اور سیاست کا فیصلہ یہ ہے کہ جابر وقاہر اور سنگدل ووحشی اسرائیل کے خلاف کسی مہم جوئی سے باز رہا جائے، مگر جس خدا نے اُس وقت مدد ونصرت کی، اور مادی سوچ کو ناکام اور اندازوں کو غلط ثابت کیا، وہ خدا آج بھی اسی قدرت اور طاقت کے ساتھ موجود ہے، مگر ایسے یقین کے لیے شرط ہے کہ وہ کسی ضد اور نفسانیت یا بیرونی امداد اور طاقت کے سہارے کی بنا پر نہ ہو، ورنہ انجام وہ ہوتا ہے جو اکثروں کے ساتھ ہوا ہے۔

③- یہ بھی ضروری ہے کہ جو اقدام ہو وہ مشورے اور مناسب تدبیر کے ساتھ ہو۔ ان سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ یقین کی بنیاد حق اور صداقت ہو اور صاحبِ یقین مخلص اور عملِ صالح کی دولت سے مالا مال ہو۔

④- اس کے بعد کا مرحلہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد واتفاق ہو۔ اسی مقصد کے لیے اسلام اجتماعیت کو ضروری قرار دیتا ہے، امیر کی اطاعت بھی اس لیے ضروری ہے کہ امارت قائم رہے، اور امارت کی ضرورت مرکزیت کے لیے ہے، اور مرکزیت کی ضرورت اجتماعیت کے لیے ہے۔ عالمِ اسلام جو جغرافیائی محلِ وقوع رکھتا ہے، اس کی بنا پر وہ بے پناہ عسکری، اقتصادی اور سیاسی اہمیت رکھتا ہے۔ ضرورت صرف ایک مقصد پر متفق ہونے کی ہے اور نقطۂ اتّحاد کوئی نسلی، لسانی، قومی اور جغرافیائی اشتراک نہ ہو، بلکہ صرف مذہبِ اسلام ہو۔

مسلمانوں کی تاریخ کا فیصلہ ہے کہ جب کبھی ان کو آزادی ملی ہے یا ان کی کوئی بڑی تحریک کامیاب ہوئی ہے یا انہوں نے کوئی انقلاب برپا کیا ہے تو اس کے پسِ پشت مذہب کا عامل تھا، خود تحریکِ پاکستان کا جائزہ لیجیے، قومیتوں کے اختلاف کے باوجود اس کی کامیابی بھی تب ہی ممکن ہوئی جب ’’پاکستان کا مطلب کیا: لا إلٰہ إلا اللّٰہ‘‘ کے نعرے کو بنیاد بنایا گیا۔

⑤- ان اوصاف کے ساتھ ایک مزید وصف صبر واستقلال کا ہے، جس کا مطلب ہے کہ مسلمان اپنے عزم کے پکے اور ارادوں میں پختہ ہوں اور وہ ایک جگہ جمے اور ڈٹے ہوئے ہوں اور حالات کی سنگینی کی وجہ سے نہ ان کے ارادے متزلزل ہوں اور نہ ہی پائے استقامت میں جنبش پیدا ہو۔ جو لوگ اس طرح صبر واستقلال کا مظاہرہ کرلیتے ہیں، پھر وہ محکوم، مغلوب، مجبور اور مقہور نہیں رہتے ہیں، بلکہ دنیا کی امامت وقیادت کا تاج ان کے سر سجادیا جاتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: ’’وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۗ وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ۔‘‘ (سورۂ سجدہ: ۲۴)

’’اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو، جب انہوں نے صبر کیا، ایسے پیشوا بنادیا جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔‘‘

اب تک مسلمانوں کی جن صفات کا بیان ہوا وہ سب شرعی صفات ہیں اور یہی مسلمانوں کی اصل طاقت ہیں، اس طاقت کا جب کبھی بھی مادی طاقت سے تصادم ہوا ہے، غلبہ ان ہی کو حاصل رہا ہے۔ بدر اور اُحد اور بعد کے اسلامی معرکے ان ہی کی بنیاد پر لڑے گئے ہیں، مگر اس کا یہ مطلب

بھی ہرگز نہیں ہے کہ مادی وسائل جمع نہ کیے جائیں اور نہ ان سے کام لیا جائے۔ نماز پانچ وقت ہے اور روزہ ایک مہینہ ہے اور حج ایک مرتبہ ہے، مگر دشمن کے مقابلے کے لیے تیاری کو قرآن کریم نے غیر محدود رکھا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان وسائل کی کثرت اور اس میں برتری حاصل ہونے تک جہاد کے فریضے کو موقوف نہ رکھیں؛ کیوں کہ وسائل کے لحاظ سے عمومی معیار یہ ہے کہ کافروں کو مسلمانوں سے دس گنا زیادہ وسائل میسر ہوں گے اور اگر مسلمان بہتر پوزیشن میں ہوئے تو پھر بھی مسلمانوں کو دگنی تعداد اور وسائل کا سامنا ہوگا۔ اگر وسائل اور دشمن جیسے وسائل یا ان کے برابر وسائل یا ان سے برتر وسائل ضروری ہوتے تو اسلامی غزوات کی کبھی نوبت ہی نہ آتی اور عہدِ حاضر اور قریب میں اسلامی تحریکات کبھی کامیاب نہ ہوتیں۔ بہرحال! وسائل سے انکار نہیں، بلکہ ان کی ترغیب ہے اور ترغیب بعض صورتوں میں وجوب اور فرض کے درجے میں ہے، مگر دشمن جیسے وسائل کی دستیابی تک جہاد کو موقوف رکھنا دوا کھانے کے لیے صحت کا انتظار کرنا ہے۔

موجودہ حالات میں مسلمان ممالک جب تک کوئی عملی قدم نہیں اُٹھاتے ہیں، اس وقت تک ایک عام مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ مؤمنانہ صفات سے اپنے آپ کو متصف رکھے، تمام گناہوں خصوصاً ان گناہوں سے اجتناب کرے جن کی وجہ سے نہ صرف نصرتِ الٰہی رک جاتی ہے، بلکہ خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ دعا کا ہتھیار ہر مسلمان کے پاس ہے اور اس کے لیے فاصلے کوئی اہمیت نہیں رکھتے ہیں، مؤمن کی آہِ سحرگاہی اور نالۂ نیم شبی میں خدا تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَيَدُرَّ لَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ؟ تَدْعُوْنَ اللّٰهَ فِيْ لَيْلِكُمْ وَنَهَارِكُمْ، فَإِنَّ الدُّعَاءَ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ۔‘‘

(مسند أبي يعلى، ص:۳۰۸، ج:۳، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، ط: دار الحدیث، القاہرۃ)

ترجمہ: ’’کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے دشمنوں (کے ظلم وستم) سے تمہیں نجات دے اور تمہیں بھرپور روزی دلائے، وہ عمل یہ ہے کہ اپنے اللہ سے دن رات دعا کیا کرو؛ کیوں کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے۔‘‘

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’الدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ، وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ‘‘ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ص:۶۶۲، ج:۱، کتاب الدعاء، والتکبیر، والتہلیل، والتسبیح والذکر، ط: دار الکتب العلمیۃ)

ترجمہ: ’’دعا ان حوادثات اور مصائب سے بھی چھٹکارا دلاتی ہے جو حوادثات اور مصائب نازل ہو چکے ہیں اور ان سے بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے، لہٰذا اللہ کے بندو! دعا کا اہتمام کیا کرو۔‘‘

پھر وہ دعا جو اپنے مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں کی جائے وہ تو جلد قبول ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ۔‘‘ (سنن أبي داود، ص:۵۶۳، ج:۱، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء بظہر الغیب، ط: المطبعۃ الأنصاریۃ بدہلی۔ الہند) ترجمہ: ’’بے شک جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو غائب کی غائب کے لیے ہو۔‘‘ یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اس کے حق میں دعا کی جائے۔

امت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعاؤں اور نمازوں کا اہتمام جاری رکھیں، اس سے اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت ہوگی، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ-‘‘ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر،

باب من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب، ج:۴،ص:۳۶،رقم الحدیث:۲۸۹۶) یعنی:’’اللہ تعالیٰ اس اُمت کے ضعفاء وکمزورلوگوں کے بسبب اوران کی دعاؤں،نمازوں اوراخلاص کی بدولت اس امت کی مدد فرماتے ہیں۔‘‘

⑥-دعا کے ساتھ ان کی مالی اوراخلاقی مدد کرنا ہے۔اصل اعانت تو وہ ہے جس کا نقشہ مسلمان سپہ سالار طارق بن زیاد نے پیش کیا تھا کہ جب ایک عیسائی حکمران راڈرک نے اپنے گورنر کی معصوم بچی سے زیادتی کی اوراس گورنر نے اپنے ہمسایہ اور ہم منصب مسلمان گورنر موسیٰ بن نصیر کو مدد کے لیے خط لکھا اور جواب میں طارق بن زیاد نے اسپین کو فتح کر کے اسے امن کا گہوارہ بنادیا۔اصل اعانت وہ ہے جس کا مظاہرہ حجاج بن یوسف نے اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو یہاں بھیج کر کیا تھا۔فلسطینی مسلمانوں کے ترجمان اسی کی دہائیاں دے رہے ہیں اور اللہ کا کلام مسلمانوں سے اسی کا طالب ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:’’وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا۔‘‘(سورۂ نساء،آیت:۷۵)

ترجمہ:’’اوراے مسلمانو! تمہارے پاس کیا جواز ہے کہ اللہ کے راستے میں اوران بے بس مردوں،عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو یہ دعا کررہے ہیں کہ:اے ہمارے پروردگار!ہمیں اس بستی سے نکال لائیے جس کے باشندے ظلم توڑ رہے ہیں،اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی حامی پیدا کردیجیے،اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی مددگار کھڑا کردیجیے۔‘‘مدد کا حق اسی طریقے سے ادا ہوسکتا ہے،لیکن اگر اس طرح ممکن نہیں ہے تو ان کی مالی مدد واعانت ضرور کرنی چاہیے،مسلمان اہلِ ثروت کے پاس یہ جہاد بالمال کا سنہرا موقع ہے۔

⑦-اس کے ساتھ ان حالات میں چند اورامور کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔اہلِ علم کو چاہیے کہ عام مسلمانوں کو فلسطین کی تاریخی،مذہبی اور سیاسی اہمیت سے آگاہ کریں۔فلسطین کا قضیہ حقیقت میں کیا ہے؟اور مسلمانوں کو اس بارے میں حساس ہونے کی ضرورت کیوں ہے؟اس بارے میں نوجوان نسل کو اصل حقائق سے آگاہ کرنا چاہیے۔یہود کے جرائم اور نفسیات کیا ہیں؟اور قرآنِ کریم کی سب سے بڑی سورت میں ان کو کیوں برائی کا منبع، اس کا مصدر اور موجد قرار دیا گیا ہے؟موجودہ دور میں اسرائیل،امریکا اور یورپ کا گٹھ جوڑ کیوں ہے؟جنگ اور جہاد میں کیا فرق ہے؟اور حماس اپنی موجودہ روش میں کیوں حق پر ہے؟ان حقائق سے نئی نسل کو روشناس کرانا چاہیے۔جو لوگ میڈیا سے وابستہ ہیں یا کم از کم سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں، ان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جھوٹی خبروں اور غیر مصدقہ اطلاعات کو آگے نہ بڑھائیں،بلکہ دشمن کے پروپیگنڈے کو بے نقاب کریں۔زمانہ جنگ میں دشمن کا وطیرہ رہا ہے کہ افواہوں کا بازار گرم کردیتا ہے؛اس لیے چوکنا اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے،منافقین نے تہمت کے لیے زمانۂ جنگ ہی کا انتخاب کیا تھا اور بعد کی تاریخ میں بھی زمانۂ جنگ میں ہی مسلمانوں کی طرف بے سروپا باتیں منسوب کی گئی ہیں۔آخر میں اپنے مسلمان رہنماؤں سے کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا بھر کے مسلمان عوام میں ایمان وخلوص اور جوش وجذبہ پایا جاتا ہے،یہ جذبات ہماری طاقت ہیں اور برسرِ اقتدار طبقہ چاہے تو ان جذبات کو درست موقع پر درست انداز سے کام میں لاسکتا ہے،جس کے نتیجے میں وہ محیر العقول کارنامے انجام دیے جاسکتے ہیں،جن سے دیگر قومیں محروم ہوچکی ہیں۔اللہ پاک ہم سب کا حامی وناصر ہو!فقط واللہ اعلم۔‘‘

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

صہیونیت اور اسرائیل

تاریخی پس منظر

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

مذاہب دو دائروں میں تقسیم ہوتے ہیں: مذاہبِ سماویہ اور مذاہبِ غیر سماویہ۔ مذاہب سماویہ یعنی آسمانی مذاہب وہ ہیں جن کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے کسی سچے پیغمبر کی تعلیم اور آسمانی وحی پر ہے۔ سماوی مذاہب میں تین مسلمہ مذاہب ہیں: یہودیت، عیسائیت اور اسلام۔ آسمانی مذاہب میں سب سے قدیمی مذہب یہودیت ہے۔ یہودیت کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور تورات پر ہے۔

''یہودی'' لفظ کی نسبت کس کی طرف ہے؟

بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ نسبت حضرت یہوداہ کی طرف ہے، جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ان کی جو نسل چلی وہ یہودی کہلاتے ہیں۔ دوسرے مفسرین نے کہا کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد مذکور ہے: ''انا ھدنا الیک'' (اے اللہ! ہم آپ کی طرف خلوص واطاعت سے رجوع کرتے ہیں)۔''ھادیھود'' کا معنی ہے: رجوع کرنا، توبہ کرنا، اسی سے لفظ یہودی نکلا ہے کہ جنھوں نے کفر سے توبہ کرکے اس وقت کا اسلام قبول کیا تھا تو اس نسبت سے یہودی کہلائے۔

یہودیت کا آغاز:

بنی اسرائیل کا آغاز حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا اصل وطن فلسطین تھا، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل سے ہجرت کرکے فلسطین تشریف لے گئے تو فلسطین کو اپنا وطن بنایا۔ وہیں حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہوئی، جن کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے حاکم بنے تو ان کی دعوت پر ان کا سارا خاندان مصر میں آ گیا تھا اور وہاں حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خاندان کی حکومت قائم ہوگئی، وہ حکومت صدیوں قائم رہی ہے۔

پھر جیسے دنیا کا قانون اور طریقہ ہے کہ ہر عروج کو زوال ہے۔ ایک وقت ان کے عروج کا تھا، پھر عروج کے بعد زوال کا وقت آیا تو زوال میں بنی اسرائیل فرعون اور قبطیوں کے غلام بن گئے۔ قبطی وہاں کی علاقائی قوم تھی۔ قبطیوں نے ان پر حکومت قائم کرلی اور بنی اسرائیل فرعون اور آلِ فرعون کے غلام بن گئے، بنی اسرائیل کا ایک دور یہ تھا۔

فرعون کسی شخص کا نام نہیں ہے، بلکہ فرعون مصر کے حکمران کا خطاب ہوتا تھا، جس طرح ہمارے ہاں صدر اور بادشاہ کا خطاب ہوتا ہے یا جیسے عزیزِ مصر اور عظیم روم سردار کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ فراعنہ مصر کا نسل در نسل سلسلہ چلا ہے۔ یہ فراعنہ کا خاندان تھا جس نے حکومت پر قبضہ کرلیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد اور بنی اسرائیل ان کے غلام بن گئے۔ انہوں نے وہاں بہت مظالم برداشت کئے، پھر اللہ تعالیٰ نے اسی خاندان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور نشوونما کو روکنے کے لئے فرعون نے ہزاروں بچے قتل کروا دیئے تھے، کیونکہ اسے کسی نے بتا رکھا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہارے لئے زوال کا باعث بنے گا، لیکن اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ہاں ہی پرورش پائی، جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا۔

فرعون سے بنی اسرائیل کی آزادی:

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت دینے کے بعد انہیں فرعون کے پاس بھیجا تو یہ مشن دے کر بھیجا کہ تم نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالنا ہے اور اپنے وطن واپس جانا ہے، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بعد دوسرا پیغام یہ تھا: ''ان ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبھم'' (کہ ہمارے خاندان بنی اسرائیل کو غلامی کے عذاب

سے نجات دو اور ہمارے ساتھ بھیجو)۔ ہم اپنے وطن فلسطین واپس جانا چاہتے ہیں اور تمہاری غلامی سے نکلنا چاہتے ہیں۔ بالآخر بنی اسرائیل کو اللہ رب العزت نے فرعون کے مظالم اور فرعون کی غلامی سے نجات دلائی۔

فرعون بحیرۂ قلزم میں غرق ہوا اور بنی اسرائیل بحیرۂ قلزم عبور کر کے وادیٔ تیہ میں داخل ہوئے۔ وادیٔ تیہ اب صحرا سینا کہلاتا ہے، جو کہ اسرائیل اور مصر کے درمیان ہے۔ جس پر تنازعہ چلتا رہتا ہے، نہر سویز کا دوسرا کنارہ۔ وادی تیہ میں بنی اسرائیل نے کیمپ لگا لئے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی، غذا اور بادلوں کے سائے کا بندوبست کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمانی کتاب تورات عطا کی، شریعت اور نظام دیا۔ بنی اسرائیل نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہاڑ کو اٹھا کر سائبان کی طرح کر دیا گیا اور انہیں تورات کو قبول کرنے پر آمادہ کیا گیا، پھر سامری نے درمیان میں ایک فتنہ کھڑا کر دیا کہ بچھڑے کو معبود بنا کر پیش کیا۔

درمیان میں ایک لطیفہ کی بات عرض کرنا چاہوں گا۔ ایک یہودی عالم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ آپ اپنے پیغمبر کی وفات کے بعد پچیس سال بھی نہیں گزار سکے اور آپس میں لڑنا شروع کر دیا۔ اس نے حضرت علیؓ کو یہ طعنہ دیا تو حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ ہم نے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پچیس سال گزار لئے، تم تو ابھی بحیرۂ قلزم سے وادی تیہ میں ٹھکانے پر پہنچے بھی نہیں تھے کہ راستے میں ہی تم نے ایک بستی میں بت دیکھ کر تقاضا شروع کر دیا تھا: ''اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھة۔'' (اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایک ایسا ہی معبود مقرر کر دیجئے) اور پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے تو تم نے پیچھے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تھی، تم تو پچیس دن بھی نہیں گزار سکے، ہم نے تو پھر بھی پچیس سال گزار لئے۔

قوم عمالقہ سے جہاد:

اللہ تبارک و تعالیٰ کی اپنی حکمتیں ہوتی ہیں۔ فرعون کا بیڑا تو خود غرق کر دیا، لیکن قوم عمالقہ جو شام اور بیت المقدس پر قابض تھی، اس سے لڑنے کے لئے بنی اسرائیل پر وادی تیہ میں جہاد فرض کر دیا کہ لڑ کر یہ جگہ حاصل کرو۔ فرعون سے تو میں نے تمہیں چھڑا دیا ہے، اب اگلا مرحلہ تم نے خود طے کرنا ہے۔ یہ دنیا اسباب کی جگہ ہے۔ جہاد کرو اور بیت المقدس کو آزاد کرواؤ۔ لیکن بنی اسرائیل نے بیت المقدس کے لئے جہاد کرنے

دکھی انسانیت کے نام

میرے بھائیو! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور غذا کی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خونی پیچش ہوں اور تکے کباب روسٹ بروسٹ وغیرہ کھائے جائیں اور پھر شفاء کی اُمید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور تیزابیت بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھائے جائیں اور نزلہ زکام کو فائدہ ہو جائے۔ میرے بھائیو! حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب ونظر کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بفضل تعالیٰ چالیس سالہ تجربہ کے دوران بے شمار ملکی وغیر ملکی مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طبیہ کالج کا سابقہ لیکچرار ہوں 3 ایوارڈ اور ایک تعریفی سند حاصل کر چکا ہوں مرکزی سرپرست متحدہ حکمائے محاذ پاکستان ہوں ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور، کوئی زہریلی، کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے

خصوصی نوٹ: 1: مشورہ فیس مبلغ 500 روپے 2: معائینہ فیس مبلق 1000 روپے

3: مبلغ چھ صد روپے بھیج کر میری کتاب نظریہ مفرد اعضاء منگوا کر علاج بالغذا۔ علاج بالدوا پر عمل کریں انشاء اللہ شفا ہو گی

4: ہمارے پندرہ روزہ کورسز درج ذیل ہیں

بے خوابی	ضعف بصر	مونہہ سے بدبو	تپ دق	بھوک بند ہونا	بھگندر	تقطیر البول	وجع المفاصل	تشنج و کزاز	موٹاپا	سانس پھولنا	بے اولادی	خاموش جنون	اماس	عدم انتشار	ہیموفیلیا
نسیان	بند نزلہ	رال ٹپکنا	ٹی بی	السر	گیس	سلسل البول	تحجر المفاصل	مہرے ہل جانا	دبلا پن	تریاق نشہ	اسقاط	اعضا کا سن ہونا	استسقاء	پس سیل	کمی جراثیم
مرگی	کیرا	لکنت	کولسٹرول	دائمی قبض	یورک ایسڈ	بول بستری	گینٹھیا	الرجی	بال گرنا	اٹھرا	اولاد نرینہ	فالج	اعصابی کمزوری	بریسٹ کینسر	ایزوسپرمیا
رعشہ	ناک کی ہڈی کا بڑھنا	گلہڑ	دل کا دورہ	سنگرہنی	پتھری	بواسیر	عرق النساء	برص	بال سفید ہونا	ہسٹریا	سوکڑا	بلڈ پریشر	جسمانی کمزوری	لیوکیمیا	عنانت
ٹینشن	مونہہ کے چھالے	دمہ	دل کے وال بند ہونا	اپنڈکس	شوگر	سوزاک	کمر درد	رسولیاں	کمی خون	ٹیوبز کا بند ہونا	تلخ جنون	ہیپاٹائٹس	بچی لاغری کوتاہی	تھیلاسیمیا	سدا جوانی

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی
0321-7545119
0345-7545119
ہر قسم کی رقم پہلے بھیجیں مس کال نہیں کال کیجئے
یو بی ایل کمل کرنٹ اکاؤنٹ نمبر
0341232584961
موبی کیش اکاؤنٹ نمبر
0321-7545119
ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
0345-7545119
لاہور اوکاڑہ روڈ حبیب آباد ضلع قصور

سے انکار کر دیا کہ ہم نہیں جائیں گے اور کہنے لگے: ”ان فیھا قوما جبارین وانا لن ندخلھا حتی یخرجوا منھا“ وہاں بڑے زبردست قوی لوگوں کا قبضہ ہے، جب تک وہ وہاں سے نکل نہیں جاتے وہاں نہیں جائیں گے۔ حتیٰ کہ جب اصرار بڑھا تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ”اذھب انت وربک فقاتلا“ کہ جاؤ، جاکر تم لڑو اور تمہارا رب لڑے، ہم تو نہیں لڑتے ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب آپ جاکر فلسطین کو فتح کرلیں گے تو ہم داخل ہوجائیں گے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے انہیں فلسطین پر جہاد سے انکار کرنے کی وجہ سے یہ سزا دی: ”قال فانھا محرمة علیھم اربعین سنة، یتیھون فی الارض“ کہ چالیس سال تک ان پر اس زمین کو حرام قرار دیا اور فرمایا تم وادی میں خانہ بدوش رہوگے، صحرا سینا میں گھومتے پھروگے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے وطن کو آزاد کرانے کی حسرت دیکھئے کہ وطن آزاد نہیں ہوا تو جب فوت ہورہے تھے تو اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ! میں زندگی میں بیت المقدس نہیں جاسکا، کم از کم میری قبر کو بیت المقدس کے قریب کردے۔ چنانچہ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ اللہ رب العزت نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو بیت المقدس کے اتنے فاصلے پر جاکر دفن کرو جتنی دور سے ایک پتھر پھینکا جاسکتا ہے۔

ان کے بعد اگلی نسل آئی تو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قیادت میں بنی اسرائیل نے فلسطین کا جہاد کیا۔ جہاد کرکے بیت المقدس کو فتح کیا اور بیت المقدس پر ان کی حکومت قائم ہوئی۔

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پیغمبر بھی تھے، جہاد کے امیر اور سلطنت کے سربراہ بھی تھے۔ فلسطین میں سلسلہ چلتا رہا، انبیائے کرام آتے رہے، وحی اور قوانین لاتے رہے۔ ان کی بنیادی آسمانی کتاب تورات تھی، لیکن حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰة والتسلیمات پر جزوی احکام بھی آتے رہے، ترامیم بھی ہوتی رہیں۔

جالوت سے مقابلہ:

اس کے بعد ایک بار پھر بنی اسرائیل پر یہ مرحلہ آیا کہ ان پر غیر قومیں قابض ہوگئیں۔ ان پر دوسری قوموں کے قابض ہونے اور پھر دوسری آزادی کی جنگ کا بھی قرآن مجید نے ذکر کیا ہے: ”اذ قالوا لنبی لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ“ فلسطین کی آزادی کی جنگ کا یہ دوسرا مرحلہ ہے۔ اس کی قیادت بھی اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر نے کی۔ حضرت سموئیل علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے درخواست کی کہ جالوت ہم پر قابض ہوگیا ہے۔ ہم اس کی غلامی اور اس کے جبر کے

جناب محمد زاہد جالندھریؒ، ملتان

جناب محمد زاہد جالندھریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کے فرزند اکبر تھے۔ ان کی وفات ۱۷/۱۶ اکتوبر ۲۰۲۳ء کو ہوئی۔ نیک سیرت ونیک صورت انسان تھے۔ کافی عرصہ سے شوگر کے مریض چلے آرہے تھے۔ علاج معالجہ کے باوجود شوگر سے نجات نہ ملی۔ تقریباً سات آٹھ سال سے بیڈ پر تھے۔ شوگر کے ساتھ ساتھ کئی ایک اور بیماریاں بھی روگ بن گئیں۔ کبھی کبھی بے ہوش ہوجاتے، تقریباً پانچ سات ماہ سے کومے میں چلے گئے۔ تندرستی کے زمانہ میں صوم وصلوٰة کے پابند انسان تھے۔ کوشش کے باوجود حفظ قرآن کریم مکمل نہ ہوسکا۔ بہرحال صالحیت وصلاحیت ورثہ میں ملی تھیں۔ راقم چندروز کے لئے وادئ سون سیکسر کے تبلیغی دورہ پر گیا۔ ۱۶، ۱۷/ اکتوبر کی درمیانی رات سرگودھا دفتر میں گزاری اور ان کی وفات کی اطلاع ہوئی، گیارہ بجے کے بعد چناب نگر کا سفر کیا۔ چناب نگر سے ملتان کا سفر کیا۔ عصر کی نماز کے بعد جلال باقریؒ قبرستان کی جنازہ گاہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی امامت کے فرائض حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم نے سرانجام دیئے۔ جنازہ میں مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا سیّد کفیل شاہ بخاری، مولانا سیّد عطاء المنان بخاری، مولانا مسعون احمد جالندھری، قاری محمد اقبال، انچارج شعبۂ تجوید وقرأة جامعہ خیر المدارس کے علاوہ جامعہ کے اساتذۂ کرام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد بلال، جناب عزیز الرحمٰن رحمانی، حافظ محمد انس سمیت سینکڑوں مسلمانوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ مرحوم نے دو بیٹے، ایک بیٹی اور بیوہ سوگوار چھوڑیں۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کے لئے بڑھاپے میں بڑا سانحہ ہے۔ اللہ پاک برداشت کرنے کی توفیق دیں اور مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ ہم پر کسی کو امیر بنائیں تا کہ ہم اس کی قیادت میں جنگ لڑیں۔ حضرت سموئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں امیر بنادوں اور تم لڑ نہ سکو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم لڑیں گے: ''مالنا ان لانقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وابناءنا'' ہم کیوں نہیں لڑیں گے جبکہ ہمیں اپنے گھروں سے بے دخل کر دیا گیا ہے۔

یہ عہد کروا کر حضرت سموئیل علیہ السلام (بائبل میں شموعیل نام آتا ہے) نے ان پر ایک امیر مقرر کیا جس کا نام طالوت ہے۔ اس پر اعتراضات بھی ہوئے، تحفظات کا اظہار بھی ہوا کہ یہ کیسے امیر بن گیا، حالانکہ اس کے پاس تو مال نہیں ہے، فنڈ نہیں ہے تو لڑے گا کیسے؟ خرچے کہاں سے پورے کرے گا؟ تو حضرت سموئیل علیہ السلام نے جواب دیا: ''زادہ بسطة فی العلم والجسم'' کہ وہ جسمانی طور پر بھی ٹھیک ہے اور علم کے لحاظ سے بھی ٹھیک ہے۔ اس میں قیادت کی صلاحیتیں موجود ہیں، چنانچہ حضرت طالوت کی قیادت میں بنی اسرائیل نے جنگ لڑی۔

میدان جنگ نہر اردن کا مغربی اور مشرقی کنارہ تھا، جہاں اسرائیل اور فلسطین کی کشمکش ہے۔ اس کا قرآن مجید نے ذکر کیا: ''فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللہ مبتلیکم بنھر'' جب طالوت لشکر لے کر نکلے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں نہر کے ذریعے آزمائیں گے۔ اس سے مراد نہر اردن ہے، جس کے کنارے پر اسرائیل بستیاں آباد کرتے ہیں اور فلسطینی احتجاج کرتے ہیں۔ بہرحال وہاں لڑائی ہوئی۔ لڑائی میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فتح عطا فرمائی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت:

جالوت ایک نوجوان کے ہاتھوں قتل ہوا۔ وہ نوجوان حضرت داؤد علیہ السلام تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تو اس خوشی میں امیر لشکر طالوت نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام ان کے جانشین بنے۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا کی اور طالوت نے بادشاہت دے دی، پھر حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ خلافت عطا فرمائی، جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے: ''یا داؤد انا جعلناک خلیفة فی الارض'' (ہم آپ کو زمین میں خلیفہ بنا دیا ہے)، اس کے بعد دو اصول بیان فرمائے: ''فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ'' کہ آپ نے حق کے ساتھ حکومت کرنی ہے اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہیں کرنی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دستور دیا کہ حکومت کیسی کرنی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی ریاست سے باقاعدہ یہودیوں کی ریاست قائم ہوئی ہے۔ آپ علیہ السلام کی حکومت ایک عرصہ تک قائم رہی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی عظمت اور بڑا مقام عطا فرمایا تھا، پھر ان کے بعد ان کے جانشین آپ کے بیٹے سلیمان علیہ السلام بنے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں

درمیان میں ضمناً یہ بات ذکر کردوں کہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق تو آپ علیہ السلام پیغمبر بھی ہیں اور بادشاہ بھی ہیں۔ مگر یہودی آپ علیہ السلام کو پیغمبر نہیں مانتے، صرف بادشاہ مانتے ہیں۔ یہ جزوی اختلاف بھی ہے۔ (جاری ہے)

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، پتوکی........ (رپورٹ: مولانا عبدالرزاق)

قصور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پتوکی کے زیر اہتمام کمیٹی گراؤنڈ میں ۲۱/اکتوبر ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب سالانہ ختم نبوت کانفرنس مولانا عثمان کامران، قاری ابراہیم، قاری جان محمد کی سرپرستی اور مقامی امیر قاری مشتاق احمد رحیمی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں تمام مسالک کے علمائے کرام شریک ہوئے۔ تلاوت قاری اکرم ضیاء، مولانا رانا عثمان قصوری اور مولانا شاہد عمران عارفی نے نعت پیش کی۔ کانفرنس میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسامہ چمن، مولانا محمد امجد خان لاہور، شیخ الحدیث مولانا عزیز الرحمٰن رحیمی فیصل آباد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، راقم عبدالرزاق، معروف روحانی شخصیت حضرت مولانا مفتی محمد حسن لاہور نے خطاب اور دعا فرمائی۔ کانفرنس میں پھول نگر، خانکے موڑ، سہارن کے، جمبر، روڈے، مقام محمدی پور، سدہ، جاگووالا، ویرم شیخم، سرسنگھ، تان سنگھ، بھیسن، بھڑوال، طوطل اور دیگر علاقوں سے کارکنانِ ختم نبوت نے قافلوں کی شکل میں شرکت کی۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے میں مولانا اشرف شاکر، مولانا عبداللہ رحیمی، بھائی فیصل جمیل، مفتی عاطف محمود، مولانا ایاز فاروقی، مولانا حیدر الحسن مختار، مولانا قاری عاشق تقیم، مولانا قاسم انور، مولانا محمد اویس، مولانا طارق شیر مدنی، مولانا قاری اسلم ڈوگر، مولانا عبداللہ انور، قاری یونس ضیاء، مولانا خالد محمود، حافظ حماد اللہ، حافظ محمد حمزہ، قاری عبدالرحمٰن نے بھرپور محنت کی۔ قاری نور محمد شاکر، حافظ اشرف اٹھوال، پروفیسر مسعود الحسن، مولانا عبدالرحیم، مولانا محمد حنیف اپنے رفقاء سمیت کانفرنس میں تشریف لائے۔ قصور سے مولانا سیّد زہیر شاہ ہمدانی نے بھی کانفرنس میں شرکت کی۔

صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہم کی

حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے؛ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لیے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔“ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)

مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

میدانِ اُحد میں محمد بن عبداللہ (فداہ ابی و امی) سے مقابلے کے لئے قریش بہت بڑی جمعیت کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے۔ اس فوج میں جہاں ان کے بڑے بڑے سردار شامل تھے وہیں اس میں ان کے غلام بھی شریک تھے۔ اس وقت ان کے سینے بغض وکینہ سے بھرے ہوئے تھے، اور جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جانے والے اپنے مقتولین کے انتقام کی آگ ان کی رگوں میں خون کے ساتھ گردش کررہی تھی۔ اس مہم میں مردوں کے دوش بدوش قریش کے بڑے گھرانوں کی بہت سی شریف زادیاں اور معزز خواتین بھی شریک ہوگئی تھیں تاکہ وہ مردوں کو قتال پر برانگیختہ کریں۔ بہادروں کے دلوں میں غیرت وحمیت اور عصبیت کی آگ بھڑکائیں اور اگر کہیں ان کے اندر کمزوری اور پست ہمتی دیکھیں تو ان کی ہمت بندھائیں اور انہیں میدانِ کارزار میں ثابت قدم رکھیں۔

فوج کے ہمراہ جانے والی ان خواتین میں ابوسفیان کی زوجہ ہند بنت عتبہ، عمرو بن عاص کی بیوی زیطہ بنت منبہ اور سُلافہ بنت سعد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ سلافہ بنت سعد کے ساتھ اس کا شوہر طلحہ اور اس کے تینوں بیٹے مسافع، جلاس اور کلاب بھی تھے۔

کوہ اُحد کے پاس جب دونوں فوجیں باہم متصادم ہوئیں اور جنگ کی آگ بھڑک اٹھی تو ہند بنت عتبہ اور اس کے ساتھ کی عورتیں اٹھیں اور صفوں کے پیچھے جا کھڑی ہوئیں، وہ اپنے ہاتھوں میں دف تھامے انہیں بجا بجا کر گا رہی تھیں:

ان تقبلوا نعانق۔ ونفرش النمارق
او تدبروانفارق۔ فراق غیر وامق

ترجمہ: ”اگر تم دشمن سے جنگ کے لئے آگے بڑھوگے تو ہم تمہیں گلے لگائیں گی اور تمہارے لئے آرام دہ بستر بچھائیں گی لیکن اگر تم نے پیٹھ پھیرلی تو ہم نفرت و حقارت کے ساتھ تمہیں چھوڑ دیں گی۔“

ان کا یہ ترانہ قریشی بہادروں کے سینوں میں غیرت وحمیت کے شعلۂ جوالہ کو ہوا دے رہا تھا، اوران کے شوہروں پر جادو کر رہا تھا۔

پھر جنگ کا ہنگامہ فرو ہوا اور اس میں قریش کو مسلمانوں پر فتح حاصل ہوئی تو قریشی عورتیں جو نشۂ فتح وکامرانی میں چور تھیں، اٹھ کھڑی ہوئیں۔ وہ میدانِ جنگ میں زیر لب گنگناتی ہوئی مسلمان شہدا کی لاشوں کو بڑے انہماک کے ساتھ تلاش کرتے اور انہیں بُری طرح مسخ کرتی پھر رہی تھیں۔ انہوں نے ان کے پیٹ چاک کرڈالے، آنکھیں پھوڑیں، کان کاٹ لئے اور ناکیں تراش لیں اور ان میں سے ایک عورت کی آتش غیظ و غضب اس کے بعد بھی سرد نہ ہوئی تو اس نے، ان کٹے ہوئے اعضا سے ہار اور پازیب بنا کر انہیں اپنے گلے اور پاؤں کی زینت بنالیا اور یہ سب کچھ اس نے اپنے باپ، بھائی اور چچا کے انتقام میں کیا جو جنگ بدر میں قتل کئے گئے تھے۔ مگر سلافہ بنت سعد کی شان ان کے ساتھ کی ان خواتین سے بالکل مختلف تھی۔ وہ نہایت اضطراب و بے چینی کی کیفیت میں مبتلا تھی اور انتہائی بے قراری کے ساتھ اپنے شوہر یا تینوں لڑکوں میں سے کسی ایک کی آمد کی منتظر تھی تاکہ اس کے ذریعہ دوسروں کی

خیریت معلوم کر سکے اور پھر وہ بھی دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر جشن فتح منائے، لیکن اس کے انتظار کی یہ گھڑیاں طویل تر ہوتی چلی گئیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی واپس نہ آیا۔ آخر کار وہ میدانِ جنگ میں گھس گئی، وہ مقتولین کے چہروں کو بغور دیکھتی پھر رہی تھی، اچانک اس کی نگاہ اپنے شوہر کے جسد بے رُوح پر پڑی جو اپنے خون میں لت پت زمین پر پڑا تھا۔ وہ کسی خوف زدہ شیرنی کی طرح پورے میدان میں تیزی سے ادھر ادھر دوڑنے لگی۔ وہ اپنے بیٹوں مسافع، کلاب اور جلاس کی تلاش میں ہر سمت اپنی نظریں دوڑاتی رہی اور آخر کار انہیں دیکھ ہی لیا، وہ کوہ احد کی تلی میں زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے مسافع اور کلاب تو اپنا سفر حیات ختم کر چکے تھے، البتہ جلاس کو اس نے اس حال میں پایا کہ اس کی زندگی کی آخری سانسیں ابھی باقی تھیں، سلافہ اپنے بیٹے کے اوپر جھک گئی جو سکرات موت سے نبرد آزما تھا۔ اس نے جلاس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور اس کے منہ اور پیشانی سے خون صاف کرنے لگی، اس غم انگیز منظر کی ہولناکی سے آنسو اس کی آنکھوں سے خشک ہو چکے تھے، وہ جلاس کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہوئی بولی۔

’’میرے لال! کس نے تجھے پچھاڑا ہے؟‘‘

جلاس جواب دینا چاہتا تھا لیکن عالم نزع کی خرخراہٹ اس کے آڑے آ گئی اور وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ سلافہ نے بار بار اور اصرار کے ساتھ پوچھا تو اس نے بہ مشکل صرف اتنا کہا:

’’مجھے عاصمؓ بن ثابت نے پچھاڑا ہے اور.... اور میرے بھائی مسافع کو بھی اور.... اور جملہ پورا کرنے سے پہلے ہی اس نے آخری ہچکی لی اور اس کا جسم بے جان ہو گیا۔

سلافہ بنت سعد اس صورت حال کو دیکھ کر دیوانی ہو گئی، وہ بآواز بلند چیخ چیخ کر رونے لگی اور اس نے لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہا:

’’جب تک قریش اس کے لئے عاصمؓ بن ثابت سے انتقام نہ لے لیں اور اس کو شراب پینے کے لئے عاصم کی کھوپڑی نہ دے دیں، نہ اس کی بے قراری کو قرار نصیب ہوگا، نہ اس کی آنکھوں سے آنسو خشک ہوں گے، پھر اس نے نذر مانی کہ:’’جو شخص عاصم بن ثابت کو زندہ گرفتار کر کے لائے گا یا قتل کر کے اس کا سر پیش کرے گا وہ اسے مالا مال کر دے گی۔‘‘

اس کی یہ نذر قریش میں مشہور ہو گئی اور مکہ کے ہر جیالے اور قسمت آزما نوجوان کے دل میں یہ آرزو کروٹیں لینے لگی کہ کاش وہ عاصم بن ثابت کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاتا یا اس کا سر سلافہ کے سامنے پیش کر کے اس کے اعلان کردہ انعام کا مستحق قرار پاتا۔

جنگ اُحد کے خاتمہ کے بعد مسلمان مدینہ واپس لوٹ آئے، وہ جنگ اور اس میں پیش آنے والے واقعات کا آپس میں ذکر کرتے، ان بہادروں کے لئے اظہار ہمدردی وغمگساری کرتے جو جنگ میں جامِ شہادت نوش کر چکے تھے اور ان لوگوں کے حق میں تعریفی کلمات کہتے جنہوں نے غیر معمولی جرأت وشجاعت کا مظاہرہ کیا اور شمشیر زنی کے جوہر دکھائے۔ وہ خاص طور سے حضرت عاصم ابن ثابت رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے اور اس بات پر اظہار حیرت کرتے کہ:’’ان کے لئے کس طرح یہ ممکن ہوا کہ انہوں نے ایک ہی گھر کے تین حقیقی بھائیوں کو خاک وخون میں لٹایا اور ان کے علاوہ بھی کئی ایک کو موت کے گھاٹ اتارا۔‘‘

یہ سن کر انہیں میں سے کسی نے کہا:

اس میں حیرت کی کون سی بات ہے؟ کیا آپ لوگوں کو یہ بات یاد نہیں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر سے کچھ پہلے ہم لوگوں سے دریافت فرمایا تھا کہ: تم لوگ قتال کس طرح کرو گے؟ تو اس وقت عاصمؓ بن ثابت نے کمان ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا تھا:

’’جب دشمن ہم سے سو ہاتھ کے فاصلے پر ہوگا تو ہم تیر اندازی سے کام لیں گے اور جب وہ قریب آ جائیں گے اور ہمارے نیزوں کی پہنچ کے دائرے میں ہوں گے تو نیزہ بازی ہوگی، حتی کہ نیزے ٹوٹ جائیں گے اور جب نیزے ٹوٹ جائیں گے تو ہم انہیں پھینک کر اپنی تلواریں بے نیام کر لیں گے اور پھر شمشیر زنی کے ہاتھ دکھائیں گے۔‘‘

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:’’**ہکذا الحرب..... من قاتل فلیقاتل کما یقاتل عاصم بن ثابت**‘‘ (یہ ہے جنگ کا صحیح طریقہ! جس کو قتال کرنا ہو وہ عاصمؓ بن ثابت کی طرح قتال کرے)۔

جنگ اُحد کے کچھ دنوں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خاص مہم پر بھیجنے کے لئے چھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو طلب فرمایا اور حضرت عاصمؓ بن ثابت کو ان کا امیر مقرر کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں پاک نفس انسانوں کی یہ مختصر سی جماعت روانہ ہوگئی۔ وہ اپنے اس سفر کے دوران مکہ کے قریب ایک راستہ سے گزر رہے تھے کہ قبیلۂ بنو ہذیل کے کچھ لوگوں کو ان کی خبر ہوگئی، خبر ملتے ہی وہ

تیزی کے ساتھ ان کی طرف دوڑ پڑے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے اپنی تلواریں سونت لیں اور محاصرین سے لڑنے کے لئے تیار ہوگئے۔ بنوہذیل نے کہا کہ: ’’تم لوگ ہم سے مقابلہ نہیں کرسکو گے اور نہ ہم سے لڑ کر اپنی جانیں ہی بچاسکو گے، تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم اپنے ہتھیار رکھ دو، واللہ! ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے، ہم اپنے اس عہد پر خدا کو گواہ بناتے ہیں۔‘‘

اصحاب رسول نے یہ سن کر ایک دوسرے کی طرف مشورہ طلب نظروں سے دیکھا، تب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’خدا کی قسم! میں تو کسی مشرک کے عہد و پیمان پر اعتماد کر کے خود کو اس کے حوالے نہیں کرسکتا۔‘‘ پھر انہوں نے دل ہی دل میں سلافہ بنت سعد کی نذر کو یاد کیا اور یہ کہتے ہوئے تلوار سونت لی۔

’’اللھم انی احمی لدینک وادافع عنہ فاحم لحمی وعظمی ولا تظفر بھما احدا من اعداء اللہ.....‘‘

ترجمہ: ’’خدایا! میں تیرے دین کی حمایت میں کھڑا ہوں اور اس کی طرف سے مدافعت کررہا ہوں۔ خدایا! میرے گوشت اور ہڈی کو دشمنان خدا سے محفوظ رکھنا اور ان پر کسی کو قابو نہ دینا۔‘‘

پھر وہ بنوہذیل پر ٹوٹ پڑے۔ اس حملے میں ان کے دو ساتھیوں نے ان کا ساتھ دیا۔ یہ لوگ دشمن کے برابر لڑتے رہے اور ایک ایک کر کے تینوں شہید ہوگئے۔ ان کے باقی ساتھیوں نے اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالے کر دیا، لیکن انہوں نے اپنے عہد و پیمان کو پورا نہ کیا اور ان کے ساتھ بدترین قسم کی غداری اور بدعہدی کے ساتھ پیش آئے۔

تبصرۂ کتب

کتاب کا نام: مقاصد القرآن۔

مرتبہ: مولانا خادم حسین۔

ناشر: جامعہ عثمانیہ، گلشن پارک اقبال ٹاؤن، لاہور۔

مولانا خادم حسین مدظلہ بنیادی طور پر ہمارے شجاع آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ چالیس سال پہلے لاہور میں آئے اور لاہور کے ہوکر رہ گئے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے علماء کرام، مشائخ عظام سے قرآن وسنت کے علوم ومعارف سے اپنا دامن بھرا۔ دورۂ حدیث شریف کرنے کے بعد لاہور کے جامعہ عثمانیہ میں تدریس علوم نبویہ میں مصروف ہوگئے۔ تمام علوم وفنون جو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق مدارس عربیہ میں پڑھائے جاتے ہیں، شاید ہی کوئی کتاب ایسی ہو جس کی تدریس موصوف نے نہ کی ہو۔ نیز موصوف مکی مسجد گلشن بلاک اقبال پارک میں چالیس سال سے امامت وخطابت اور درسِ قرآن پاک کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ عام طلبا کو علوم نبوت سے سرشار فرما ہی رہے تھے کہ خیال آیا کیوں نہ ان علوم ومعارف کو عوام الناس تک تحریری صورت میں پہنچائیں۔ عام طور پر جو خطیب ہوتا ہے، مدرس نہیں ہوتا۔ جو مدرس ہوتا ہے، وہ خطیب نہیں ہوتا، اور جو مدرس وخطیب ہو، وہ مصنف نہیں ہوتا۔ اللہ پاک نے آپ کو یہ شرف عطا فرمایا ہے کہ تمام اوصاف ان میں جمع فرمادیئے ہیں۔ چند ماہ قبل انہوں نے یہ عام فہم حواشی قرآن مع ترجمہ راقم کو عنایت فرمائے، نیز تقاضا فرمایا کہ اس پر کچھ تبصرہ بھی فرمادیں۔ راقم کی کیا حیثیت ہے کہ علوم قرآن وسنت پر تبصرہ تحریر کرے؟ ان کے جواں سال فرزند ارجمند مولانا عبیدالرحمٰن کا انتقال ہوا۔ راقم تعزیت کے لئے حاضر ہوا تو انہوں نے دوبارہ یاددہانی کرائی۔ آج پھر حاضری ہوئی تو انہوں نے یاددلایا۔ مقاصد القرآن پر ان کے اساتذۂ کرام مولانا فضل الرحیم اشرفی مدظلہ، مولانا خلیل الرحمٰن حقانی، آپ کے ساتھی مولانا محمد میاں صدیقی اور ہمارے مولانا زبیر احمد صدیقی کی تقریظ نے ’’مقاصد القرآن‘‘ کی افادیت کو چار چاند لگادیئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک اس تفسیر کو عوام و خواص کے لئے یکساں مفید بنائے۔ آمین!

(مبصر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

نوٹ:..... تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا موصول ہونا ضروری ہے۔ (ادارہ)

ہذیل والوں کو پہلے یہ بات معلوم نہ تھی کہ ان کی ہاتھوں قتل ہونے والوں میں سے ایک عاصمؓ بن ثابت بھی ہیں۔ بعد میں جب ان کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہیں اس بات کا یقین ہوگیا کہ اس کے بدلے وہ ایک بڑا انعام حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے، کیونکہ سلافہ بنت سعد نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر وہ عاصم بن ثابت پر قابو پاجائے گی تو اس کے کاسۂ سر میں شراب پیئے گی اور اس نے عاصم کو زندہ یا مُردہ کسی حالت میں اپنے سامنے پیش کرنے والے کو منہ مانگا انعام دینے کا اعلان کیا تھا۔

حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چند گھنٹوں کے اندر اندر قریش کو اس کی اطلاع ہوگئی، کیونکہ ہذیل کا قبیلہ مکہ کے قریب ہی آباد تھا۔ یہ خبر ملتے ہی سردارن قریش نے قاتلین عاصم کے پاس ان کا سر لانے کے لئے ایک قاصد بھیجا تاکہ سلافہ بنت سعد کی آتشِ انتقام کو فرو کرسکیں، اس کی نذر پوری کرسکیں اور اس کے تینوں بیٹوں کا غم کچھ ہلکا کرسکیں جن کو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا، انہوں نے چلتے ہوئے قاصد کو ایک بڑی رقم دیتے ہوئے اُسے اس بات کی تاکید کی تھی کہ وہ بے دریغ مال خرچ کرکے ہر قیمت پر بنو ہذیل سے عاصمؓ بن ثابت کا سر حاصل کرلے۔

بنو ہذیل جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کا سر جسم سے جدا کرنے کے لئے ان کی لاش کے پاس پہنچے تو یکا یک وہ شہد کی مکھیوں اور بھڑوں کے ایک جھنڈ کا سامنا کررہے تھے جو ہر طرف سے اس کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھیں۔ یہ لوگ جب بھی لاش کے قریب آنے کی کوشش کرتے تو وہ مکھیاں اور بھڑیں اڑ کر ان کے چہروں، آنکھوں اور جسم کے مختلف حصوں پر ڈنک مارتیں اور انہیں وہاں سے دُور بھاگ جانے پر مجبور کردیتیں۔ کئی بار کی پیہم کوشش کے باوجود جب وہ لوگ اس لاش کے قریب پہنچنے سے مایوس ہوگئے تو انہوں نے آپس میں کہا کہ فی الحال! اسے یونہی چھوڑ دو اور رات کا اندھیرا پھیل جانے دو، رات کی تاریکی میں یہ بھڑیں خود ہی اس کو چھوڑ کر چلی جائیں گی، اور اس وقت ہم بآسانی اپنا مقصد حاص کرلیں گے، چنانچہ وہ کچھ فاصلے پر بیٹھ کر شب کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔

دن ابھی ختم نہیں ہوا تھا اور رات کی آمد میں ابھی دیر تھی کہ دیکھتے دیکھتے آسمان پر گھنگھور گھٹاؤں کی دبیز چادر تن گئی، فضا گہری تاریکی میں ڈوب گئی اور ماحول بجلی کی زوردار اور پیہم گرج سے لرزنے لگا اور پھر موسلا دھار بارش کا سلسلہ کچھ اس طرح شروع ہوگیا جیسے آسمان کے بند ٹوٹ گئے ہوں، نالوں میں پانی تیزی کے ساتھ بہنے لگا، وادیاں اور گھاٹیاں سب جل تھل ہوگئیں اور پانی کا ریلا سیل عرم کی طرح زمین پر پڑی ہوئی ہر چیز کو اپنے ساتھ بہائے لئے چلا گیا۔

صبح کو بنو ہذیل حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کو ہر طرف ڈھونڈتے پھر رہے تھے مگر انہیں اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ سیلاب کی موجیں اسے دور بہت دور نہ جانے کہاں بہا کر لے گئیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور ان کے جسد اطہر کو مسخ ہونے سے بچالیا اور ان کے سر مبارک کو اس بات سے محفوظ رکھا کہ ان کی کھوپڑی میں شراب پی جائے اور اس نے مشرکوں کو مسلمانوں پر غالب آنے کی تمام راہیں مسدود کردیں۔☆☆

مناظر اسلام مولانا محمد احمدؒ مظفر گڑھ .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مناظر اسلام مولانا محمد احمد مظفر گڑھی جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل، شیخین حضرت مولانا رسول خانؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے شاگرد رشید تھے۔ ۱۹۵۸ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔ درس و تدریس کے علاوہ فن مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ تنظیم اہلسنت پاکستان کے دفتر میں شعبان المعظم کی چھٹیوں میں مذاہب باطلہ کے خلاف تیاری کرانے کے لئے مدارس عربیہ کے منتہی طلبہ کی کلاس ہوتی تھی، آپ نے تنظیم اہلسنت کے دفتر واقع نواں شہر ملتان میں ۳۵ سال تک فن مناظرہ پر علماء کرام اور منتہی طلبہ کی تربیت کی۔ آپ مناظرین اسلام حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ، حضرت علامہ خالد محمودؒ، حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کے رفقاء میں سے تھے۔ دو کنال زمین پر مظفر گڑھ شہر میں مدرسہ فیض القرآن کی ۱۹۹۶ء میں بنیاد رکھی۔ آپ کی پیدائش ۱۹۳۲ء میں ہوئی جبکہ وفات ۲۰۰۲ء میں ہوئی۔ آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹا مولانا مطیع الرحمٰن، چار بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ آپ کے جنازہ کی امامت جامعہ احیاء العلوم مظفر گڑھ کے صدر مدرس مولانا مفتی عبدالغفور مدظلہ نے کی۔ آپ کی تدفین مظفر گڑھ میں ہوئی۔ ۳۰ رستمبر ۲۰۲۳ء کو حضرت مولانا محمد احمدؒ کے مدرسہ فیض القرآن میں ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر آپ کے فرزند ارجمند مولانا مطیع الرحمٰن مدظلہ سے ہوئی، ان کے بتلانے پر یہ چند سطور تحریر کی ہیں۔ آپ کے مدرسہ میں حفظ کے تین استاذ، اسکول میں ایک ٹیچر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

اسلام میں خاندانی نظام کا تصور

مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری

اللہ تعالیٰ نے زمین کی تخلیق فرمانے کے بعد نظامِ کائنات کو چلانے کے لئے اس میں خاندانی نظام تشکیل دیا، سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام تھے جن کی بائیں پسلی سے حضرت حواء کو پیدا کیا گیا، یہ میاں بیوی اس خاندانی نظام کا نقطہ آغاز تھے پھر ان سے انسانی نسل بڑھنا شروع ہوئی، چنانچہ قرآنِ کریم میں ارشادِ خداوندی ہے: اللہ نے مٹی سے انسان کی تخلیق کی ابتداء فرمائی پھر اس کی نسل کو ایک ذلیل پانی کے خلاصہ سے پیدا فرمایا، (السجدہ) معلوم ہوا کہ میاں بیوی کا وجود نظامِ عالم کی بنیادی اکائی ہے جس کے بغیر دنیا کی آبادکاری کا تصور محال ہے۔

خاندانی نظام اور ہمارا طرزِ عمل:

دورِ حاضر کا یہ المیہ ہے کہ خاندانی نظام بحیثیتِ مجموعی تنزلی اور پستی کا شکار ہے، انسانی زندگی کا یہ اہم ترین رشتہ تنازعات کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے، ضد اور انا کے بڑھتے ہوئے رجحان نے اسے خودغرضی کی بھینٹ چڑھا کر اس کے تقدس کو ایسا پامال کیا ہے کہ الامان والحفیظ۔ گھر گھر میں نفرت کی سلگتی آگ نے ماحول کو حرارت اور تپش سے ایسا معمور کیا ہے کہ محبت و الفت کا شجر سایہ دار سوکھا ہوا تنا بن چکا ہے، عدالتوں میں خلع اور تنسیخِ نکاح کے ہزاروں کیس رپورٹ ہیں، کچہریوں میں ماں باپ میں سے کسی ایک کو بچے کی جبری حوالگی کے کربناک اور دل سوز مناظر روزانہ دیکھنے کو ملتے ہیں، اپنی آنکھوں میں مستقبل کی معماری کا خواب سجانے والے اور ستاروں پر کمند ڈالنے کے قابل قدر جذبات سینوں پالنے والے ہزاروں نونہالانِ قوم والدین کے جھگڑے میں اپنا مستقبل داؤ پر لگا بیٹھتے ہیں۔ اس تشویشناک خاندانی صورتحال سے کیسے نکلا جائے اور معاشرے کو کس طرح امن وسکون کا گہوارا بنایا جائے؟ اس کے لیے اسلام کے اس بنیادی تصور کا مطالعہ ضروری ہے جو خاندانی نظام کے احیاء اور ابقاء کے لیے اس نے دیا ہے اور ان خامیوں کا ازالہ کرنا ناگزیر ہے جو خاندانی اور معاشرتی تباہی کا سبب بنتی ہیں۔ آیئے! قرآن وسنت کے زریں اصولوں کی روشنی میں اس اہم عنوان پر موجود شرعی ہدایات اور دینی تعلیمات کا جائزہ لیتے ہیں۔

مزاج میں ہم آہنگی:

خاندانی نظام کو مثالی نظام بنانے کے لیے شریعتِ مطہرہ نے جو ہدایات دی ہیں ان میں سب سے پہلی اور بنیادی چیز میاں بیوی کے درمیان مزاج و مذاق میں ہم آہنگی ہے، زندگی کے اہم ترین رشتے کو آخر عمر تک نبھانے کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ شادی سے پہلے اپنی پسند ناپسند کے اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر اور اپنی سابقہ طرزِ معاشرت سے صرفِ نظر کر کے اس نئی زندگی کے لیے ایک دوسرے کی عادات اور معیارات کو سمجھا جائے اور اس کی رعایت کرتے ہوئے زندگی گزاری جائے، اس میں شک نہیں کہ اس پر کچھ وقت لگے گا لیکن حیاتِ مستعار کا یہ سفر محبت و الفت کی گھنی چھاؤں میں گزرے گا اور گھر جنت نماء بن جائے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ اگر شوہر یا بیوی میں سے کوئی ایک ناسمجھی میں یا کسی مجبوری کے تحت کوئی خلافِ مزاج کام کر دے تو دوسرا اس کو خندہ پیشانی سے قبول کرے اور اس کو بنیاد بنا کر جھگڑا نہ کرے ورنہ یہ معمولی جھگڑے کسی بڑے تصادم کا شاخسانہ بن کر محبت و پیار کی رداء کو تار تار کر سکتے ہیں، اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا عملی نمونہ ہمارے پاس موجود ہے، سورۃ احزاب کی تفصیلات کے مطابق ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے ایک جنگ سے مالِ غنیمت کے حصول کے بارے میں سنا تو اپنے نان نفقہ اور روز مرہ کے اخراجات میں زیادتی کا مطالبہ کر دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اقلیمِ فقر کے بادشاہ تھے اس لیے یہ مطالبہ مزاج کے خلاف محسوس ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بیوی کو نہ طلاق دی، نہ برا بھلا کہا اور نہ

انہیں گھروں سے نکالا بلکہ انہیں اپنی ناراضگی کا احساس دلانے کے لیے خود ان سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے ایک بالاخانے میں گوشہ نشین ہوگئے، ایک ماہ کے بعد جب آیتِ تخییر نازل ہوئی جس میں ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا کہ چاہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرف زوجیت کو قبول کرلیں یا دنیا کا ساز وسامان لے لیں تو سب وفا شعار بیویوں نے نبوت کے پاکیزہ حرم میں رہنے کو ترجیح دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ناراضگی ختم فرمادی، پھر عمر بھر انہوں نے کوئی کام مزاج نبوت کے خلاف نہیں کیا۔

حقوق کی ادائیگی:

خاندانی نظام کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنے کے سلسلہ میں دوسری اہم ہدایت باہمی حقوق کی ادائیگی ہے، خاوند اپنے ذمہ حقوق کی ادائیگی کو ناگزیر سمجھے اور بیوی اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہ ہو، ظاہری سی بات ہے کہ تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے، اگر ایک طرف سے مسلسل حق تلفی کا رویہ اپنایا جائے گا تو حد درجہ ضبط اور برداشت کے باوجود دوسری طرف سے بھی اس کا ردعمل آئے گا، پھر اس حقوق کی جنگ میں گھر جنت نظیر بننے کی بجائے میدان کارزار بن جائے گا، عموماً اَن پڑھ مردوں کی طرف سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ بیوی کی گھر میں کیا حیثیت ہے، وہ تو محض نوکرانی ہے جو میری خدمت کے لیے میرے ساتھ بیاہی گئی ہے اور بعض ناسمجھ عورتوں کی جانب سے یہ موقف سامنے آتا ہے کہ گھر میں ہمارا راج ہونا چاہیے، ہم خاوند کے واجبی حقوق ادا کریں یا نہ کریں، کوئی اس بارے میں ہم سے باز پرس نہ کرے، ایسے میاں بیوی شریعت کی حدود کو توڑنے والے اور گھر کے چراغ سے گھر کو آگ لگانے والے ہیں، اسلام نے صریح لفظوں میں زوجین کے حقوق کو بیان فرمایا ہے اور ان کا تعین بھی کیا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”ان عورتوں کے بھی (مردوں کے ذمہ) حقوق ہیں جیسا کہ دستور کے مطابق (ان مردوں کے) عورتوں کے ذمہ حقوق ہیں۔“ (البقرۃ)

عزتِ نفس کا لحاظ:

خاندانی نظام کو کامیابی سے چلانے کے لیے اسلام کا تیسرا زریں اصول عزتِ نفس کا لحاظ کرنا ہے، مرد کا نجی مجالس میں عورت کی خامیاں بیان کرنا اور عورت کا اپنی سہیلیوں کے سامنے خاوند کی عیب جوئی کرنا شریعت کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ ہے، اس سے بڑھ کر یہ خطرناک بات ہے کہ بھرے مجمع میں ایک دوسرے سے گالی گلوچ یا دست درازی کا رویہ روا رکھا جائے، عموماً ایسا معاملہ مرد کی طرف سے پیش آتا ہے، خاوند گلی محلے میں عام لوگوں کے سامنے جب اپنی شریک حیات کو سب وشتم کرتا ہے اور سرِ بازار اس کی عزت نیلام کرتا ہے تو یہ عورت کے لیے بڑا تکلیف دہ معاملہ ہوتا ہے، جیسے مرد کا جی چاہتا ہے کہ چار لوگوں میں میری عزت ہو ایسے عورت بھی اپنے اہل محلہ اور سہیلیوں میں عزت کی طلبگار ہوتی ہے۔ میاں بیوی کا یہ افسوسناک طرزِ عمل اسلامی اصولوں سے متصادم ہے، اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں زوجین کے باہمی تعلق کی حساسیت کو یوں بیان فرماتے ہیں ”وہ (عورتیں) تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو“ (البقرۃ) لباس ہونے کا ایک مطلب مفسرین نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس طرح لباس وجود کو چھپاتا ہے اسی طرح میاں بیوی کو بھی ایک دوسرے کے عیوب پر پردہ ڈالنا چاہیے۔ لہٰذا ازدواجی سفر خوشگوار طریقے سے گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی کمیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اور مثبت پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے زندگی گزاری جائے۔☆☆☆

قاری بشیر احمدؒ، خطیب جامع مسجد قاضیاں انگہ

قاری بشیر احمدؒ جامع مسجد قاضیاں والی انگہ کے خطیب وامام اور اس سے ملحقہ مدرسہ کے استاذ تھے۔ انہوں نے چونتیس پینتیس سال خدمات سرانجام دیں۔ مرحوم بنیادی طور پر چکڑالہ میں ۵۲ سال پہلے پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھالنے کے بعد انگہ کی مسجد میں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں جامعہ قادریہ رحیم یار خان میں حفظ وناظرہ اور دینی تعلیم کے لئے تشریف لے گئے۔ حفظ کرنے کے بعد ابتدائی درجہ کتب میں داخلہ لیا۔ ایک آدھ سال جامعہ قادریہ رحیم یار خان میں تعلیم حاصل کی۔ جامع مسجد قاضیاں والی انگہ میں خطابت وامامت کی سیٹ خالی ہوئی تو جامعہ کے مہتمم مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ اور صدر مدرس مولانا پیر محمد سعیدؒ (خانقاہ موسیٰ زئی شریف) کے حکم سے انگہ میں تشریف لے گئے۔ عالم فاضل نہ ہونے کے باوجود اس عظیم مرکز کو سنبھالا۔ انگہ مردم خیز علاقہ ہے، جہاں سے بادشاہی عالمگیری مسجد لاہور کے سابق خطیب مولانا غلام مرشد اور مشہور دانشور احمد ندیم قاسمی بھی انگہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے انگہ اور اس کے مضافات میں ختم نبوت کا علَم لہرائے رکھا۔ مرحوم انگہ مجلس کے امیر بھی تھے۔ انگہ آنے والے مبلغین کی تبلیغی راہنمائی فرماتے۔ ۲۸/جنوری ۲۰۲۳ء کو انگہ میں وفات پائی۔ نماز جنازہ کی امامت مولانا قاضی شفیق الرحمٰن مہتمم جامعہ قادریہ رحیم یار خان نے کی اور چکڑالہ کے قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

خبروں پر ایک نظر

۲۵ ویں سالانہ عظیم الشان

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس، اسکاوٹ کالونی

رپورٹ: مولوی عبدالمغیث مجاہد

تحفظ ختم نبوت کا کام بہت عظیم کام ہے، خوش بخت اور سعادت مند لوگوں سے اللہ رب العزت اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس کا کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے تمام شعبۂ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کو ختم نبوت کے کام سے جوڑنے کی بہت ہی عمدہ ترتیب بنا رکھی ہے۔ اسکول وکالج کے طلبا کے لئے ختم نبوت کوئز پروگرام، مدارس کے طلبا کے لئے بین المدارس تقریری مسابقوں کا اہتمام اور عوام الناس کے لئے سیمیناروں اور کانفرنسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اسی سلسلے میں گلشن اقبال ٹاؤن میں گزشتہ چوبیس سالوں سے سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس ہوتی ہے اور امسال ۴/ نومبر ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ بعد نماز عشا بلال مسجد (قبرستان والی) نزد ختم نبوت چوک اسکاوٹ کالونی میں ۲۵ ویں سالانہ عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں علمائے کرام کے تین اہم اجلاسات رکھے گئے، پہلا اجلاس ۱۳/ اکتوبر بروز جمعہ کے دن عشا کے بعد بلال مسجد نزد ختم نبوت چوک میں منعقد ہوا، جس کی صدارت ضلع شرقی کے نگران مولانا محمد رضوان نے کی۔ دوسرا اجلاس ۲۸/ اکتوبر بروز ہفتہ عشا کے بعد جامعہ دارالعلوم گلشن ہزارہ گوٹھ میں مولانا عبدالحیٔ مطمئن کی صدارت میں ہوا۔ تیسرا اجلاس ۳۱/ اکتوبر بروز منگل عشا کے بعد جامعہ حسان بن ثابت یونیورسٹی روڈ میں ہوا، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے فرمائی۔ ۲۸/ اکتوبر سے ۲/ نومبر تک مقامی مساجد میں مختلف نمازوں کے بعد دعوتی اعلانات کی ترتیب قائم کی گئی اور الحمدللہ! ۱۳ مساجد میں مختلف نمازوں کے بعد اعلانات ہوئے، جس کے لئے مبلغ ختم نبوت کراچی مولانا عبدالحیٔ مطمئن اور ضلع کورنگی کے مسؤل مفتی محمد عادل غنی کی خدمات حاصل کی گئیں۔ گلشن اقبال ٹاؤن کی اہم دینی وسماجی شخصیات سے وفد کی صورت میں ملاقاتیں کی گئیں، وفد میں مولانا محمد رضوان قاسمی، مفتی محمد عادل غنی، مولانا عبدالسمیع رحیمی، مولانا عبدالحمید، مولانا نواز اور قاری محمد اشرف شامل تھے۔ ۳/ نومبر کا جمعہ دس مساجد میں خدامِ ختم نبوت کے بیانات ہوئے، جس کے لئے مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالحیٔ مطمئن، مولانا محمد اشفاق، مولانا عبدالوہاب پشاوری، مولانا لائق شاہ، مولانا طلال، مولانا محمد طلحہ اور راقم الحروف کی تشکیل کی گئی، جمعہ کے بعد پورے ٹاؤن میں گاڑی پر اسپیکر لگا کر اعلانات کئے گئے۔ جس سے عوام میں ایک جوش و خروش پیدا ہوا، جمعہ کے روز مغرب کے بعد سے پنڈال کی تیاریاں بھی شروع ہوگئیں اور الحمدللہ! ۴/ نومبر کی عصر سے پہلے اسٹیج سج گیا، پنڈال بھی تیار ہوگیا، بس مہمانوں کی آمد کا انتظار تھا۔ ۴/ نومبر کو عشا سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا، پروگرام کا آغاز قاری نعیم اللہ حبیب کی تلاوت سے ہوا، نعتیہ کلام حافظ عبداللہ نے پیش کیا، بیان کا سلسلہ شروع ہوا تو پہلا بیان جمعیت علمائے اسلام ضلع شکارپور کے ناظم مولانا محمد طیب میکھو کا ہوا، دوسرا بیان مولانا عبدالحیٔ مطمئن کا ہوا، تیسرا بیان گلشن اقبال ٹاؤن یوسی ۶ کے چیئرمین ناصر اشفاق کا ہوا اور حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کا ولولہ انگیز خطاب ہوا، آپ نے اپنے مخصوص انداز میں قادیانیوں کو دعوت ایمان ودعوت فکر دی، اکابرین امت کی قربانیوں کو بیان کرتے ہوئے عوام کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ جڑے رہنے کی تلقین بھی فرمائی۔ آخری خطاب مناظر ختم نبوت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رحیم یار خان کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ کا ہوا، درمیان میں مولانا محمد شاہ رخ اور حافظ زین العابدین جلالی اور ان کے صاحبزادے نے ختم نبوت پر کلام بھی پیش کئے، پروگرام کی صدارت امیر کراچی حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ نے فرمائی اور تمام تر انتظامات کی نگرانی حلقہ گلشن اقبال ٹاؤن کے نگران مولانا عبدالسمیع رحیمی نے کی۔ پروگرام کے آغاز سے انتہا تک اسٹیج علمائے کرام سے جگمگاتا رہا۔ جن میں حضرت مولانا رضی الدین، مفتی امیرالدین، مولانا عبدالوحید، مولانا کلیم اللہ، مولانا طاہر، مولانا مجاہد امین، مولانا نظام الدین، مولانا شاکراللہ خیسوری، مولانا محمد شعیب کمال، مولانا عبداللہ چغرزئی، مولانا عامر سلطان اور مفتی کمال الدین شامل ہیں۔ اسٹیج کی ذمہ داری راقم الحروف نے ادا کی۔ اللہ رب العزت خدام ختم نبوت کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ ☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، شیر شاہ

رپورٹ:.... مولانا محمد حامد

ہمارے علاقے شیر شاہ کراچی میں تحفظ ختم نبوت کا کام ماشاءاللہ اچھے انداز سے چل رہا ہے، گزشتہ کئی سالوں سے سالانہ کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں اور وقتاً فوقتاً تین روزہ کورسز رکھے جاتے ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے کام کو اپنے علاقے میں مزید بہتر بنانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ شیر شاہ کے ذمہ دار جناب مولانا حامد نے اپنے معاونین سے مشاورت کر کے علماء وطلبہ کے ساتھ ساتھ عوام الناس کو بھی اس کاز پر لگانے کے لیے 4/جون 2023ء کو ایک اجلاس رکھا، جس کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب تھے۔ دیگر مہمانوں میں ضلع کیماڑی کے مبلغ مولانا عبداللہ چغرزئی تھے۔ اس اجلاس میں تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد مدعو تھے۔ قاضی صاحب نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کیا۔ سامعین نے جوش وجذبے سے ختم نبوت کے کام کو کرنے اور اس کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے عزم کا اظہار کیا۔ اس میٹنگ میں طے یہ ہوا کہ ہر پندرہ روز بعد ساتھیوں کی ایک نشست ہو، جس میں ختم نبوت کے کام کے حوالے سے مشاورت ہو اور کارگزاری پیش ہو۔ سالانہ کانفرنس کے بارے میں یہ طے پایا کہ اب کی بار کانفرنس بجائے جامع مسجد شافعی اور جامع مسجد طور کے مین روڈ پر ہو۔ علماء کرام کی مشاورت بھی ہوئی جس میں مولانا عبدالحئی مطمئن بھی تشریف لائے۔ چنانچہ اکابرین کے مشورے سے کانفرنس کے لیے 7/نومبر 2023ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما ضلع رحیم یار خان مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ، مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ تھے۔ علاوہ ازیں مہمانوں میں حضرت مولانا فضل سبحان مدظلہ، مولانا نورالحق مدظلہ شامل تھے۔ شیر شاہ کے تمام کارکنانِ ختم نبوت کی مشترکہ جدوجہد سے پنڈال تیار ہوا اور اسٹیج سجا۔ کانفرنس کی ابتدا ہی سے پنڈال بھر چکا تھا۔ نماز عشاء کے متصل بعد قاری حسن شاہ کی خوبصورت تلاوت سے کانفرنس کا آغاز ہوا پھر حمد ونعت کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ کا عقیدہ ختم نبوت کے عنوان سے علمی وتحقیقی خطاب ہوا۔ اس کے بعد مولانا نورالحق کا ولولہ انگیز خطاب ہوا۔ بعدازاں مولانا عبدالحئی مطمئن اور مولانا محمد عبداللہ چغرزئی کا خطاب ہوا۔ درمیان میں عبداللہ عبدالقادر نے اپنی سریلی آواز سے نعتیہ کلام سنایا اور جامعہ صفہ کے طالب علم سید جاوید شاہ نے نعت اور فلسطین کے متعلق دعائیہ نظم پیش کی۔ اس موقع پر حضرت مولانا فضل سبحان مدظلہ نے اپنے مخصوص انداز میں عقیدہ ختم نبوت اور فلسطین کے قضیہ کو فصیح وبلیغ طریقے سے پیش کیا۔ اس کے بعد مولانا عظیم اللہ عثمان نے قرارداد پیش کی۔ قائد جمعیت کراچی قاری محمد عثمان مدظلہ نے مختصر خطاب میں مہمانوں اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے عقیدہ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کے عنوان سے مفصل و مدلل خطاب فرماتے ہوئے سامعین کے دلوں میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت کو جاگزیں فرمایا۔ بعدازاں شیخ القرآن و الحدیث حضرت مولانا شیرین محمد مدظلہ کی دعا سے پروگرام اختتام پذیر ہوا، الحمدللہ علی ذالک۔ تمام حضرات جنہوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے اپنا حصہ ملایا اللہ پاک اپنی شان کے مطابق جزائے خیر عطا فرمائے اور اجر عظیم سے نوازے۔ آمین ثم آمین، یاالٰہ العالمین۔ ☆☆

بدین میں ایک قادیانی کا قبولِ اسلام

بدین.... ۹/نومبر ۲۰۲۳ء بروز جمعرات الحمدللہ! بستی علی مراد چانڈیو یوسی کڈھن نزد لنواری شریف تحصیل وضلع بدین کے رہائشی عبدالرزاق بن صوبیدار چانڈیو نے قادیانیت سے تائب ہوکر مولانا محمد حنیف سیّال مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اس موقع پر حافظ علی رضا چانڈیو، عبدالمنان چانڈیو و دیگر معززین علاقہ نے نومسلم کو مبارکباد دی اور اس موقع پر ان کے لئے دینِ اسلام پر استقامت کی دعا بھی کی گئی۔

میرے ڈرائیور، میرے رفیقِ سفر عبدالرزاق مرحوم

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ہمارے جدامجد میاں الٰہی بخشؒ کے بھائی میاں غلام رسول تھے،انہیں اللہ پاک نے دو بیٹے دیئے۔ واحد بخش، کریم بخشؒ راقم الحروف کے پھوپھا تھے، جبکہ واحد بخش میری اہلیہ محترمہ کے نانا۔میاں واحد بخش کے بیٹے صوفی محمد رمضان تھے، ملک کے ایک سابق معروف نعت خواں صوفی محمد اسحاقؒ محمد رمضان کے بیٹے تھے۔

صوفی محمد رمضانؒ کے ایک اور بیٹے عبدالرزاق تھے۔جن کی عمر تقریباً پچاس سال تھی۔ وہ میرے نودس سال سے رفیق سفر اور میری گاڑی کے ڈرائیور تھے۔ ۱۹۷۷ء کے اوائل میں جب راقم رحیم یارخان میں مبلغ بن کر گیا،توعبدالرزاق کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے ان کے والدین کی فرمائش پرلے کر گیااوراسے جامعہ قادریہ میں داخل کرایا۔رحیم یارخان میں اس وقت مجلس کا دفتر نہ تھا، تومجلس رحیم یارخان کے ناظم اعلیٰ قاری عبدالخالق احرارؒ کی وساطت سے محلہ قمر آباد بستی امانت علی کی جامع مسجد القمر میں رہائش مل گئی اور دفتر بھی مسجد کے حجرہ میں بنالیا گیا۔راقم نے صبح کی نماز کے بعد درس کا سلسلہ بھی شروع کردیا۔ایک دن صبح کی نماز راقم نے پڑھائی تو عبدالرزاق نے کہا:’’چچا جان! آپ قرآن پاک غلط پڑھتے ہیں۔‘‘ راقم نورانی قاعدہ لے کر عبدالرزاق کے استاذ قاری عظیم بخش مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور حضرت قاری صاحب سے استدعا کی کہ مجھے نورانی قاعدہ پڑھائیں۔ حضرت قاری صاحب نے فرمایا: ’’مولوی! آپ مذاق کرتے ہیں‘‘ تو راقم نے عرض کیا:حضرت!واقعتاً پڑھنے کے لئے آیا ہوں، اس لئے کہ آپ کے شاگرد عبدالرزاق نے مجھے احساس دلایا کہ آپ قرآن پاک غلط پڑھتے ہیں۔

غرضیکہ عبدالرزاق کے احساس دلانے پر راقم نے حضرت الاستاذ قاری عظیم بخش مدظلہ جو رحیم یارخان میں تجوید وقرأت اور حفظ وناظرہ کا ادارہ چلارہے ہیں سے نورانی قاعدہ اور آخری پارہ کی تصحیح کی۔راقم کا یہ دعویٰ تو نہیں کہ راقم قرآن پاک بالکل صحیح پڑھتا ہے،صحیح نہیں تو بالکل غلط بھی نہیں پڑھتا۔ اس کا کریڈٹ عبدالرزاقؒ کو جاتا ہے۔عبدالرزاق تعلیم حاصل تو نہ کرسکا،لیکن ذریعہ معاش ڈرائیونگ کو اختیار کیا۔تقریباً آٹھ نوسال پہلے جب اللہ پاک نے گاڑی عطا فرمائی تو ڈرائیور کے طور پر عبدالرزاق میرا ساتھی بنا،دوسال پہلے اسے دل کا عارضہ لاحق ہوا تو راقم نے اس کا متبادل تلاش کیا تو اس کے اہل خانہ نے کہا کہ ڈاکٹر یہ سمجھا کہ وہ ہیوی ڈرائیونگ کرتا ہے۔اسے جب بتلایا گیا کہ ہیوی ڈرائیونگ نہیں کار چلاتا ہے تو اس نے کہا کہ کار چلانے میں کوئی حرج نہیں،تو تقریباً سوا سال کے بعد دوبارہ ڈیوٹی پر آگئے، عمر رسیدہ ہونے کے باوجود مجلس کے پروگراموں کے اشتہارات لگانے، لٹریچر تقسیم کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ۴۲ ویں سالانہ عظیم الشان آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے سلسلہ میں پنجاب کے کئی ایک علاقوں میں پروگرام منعقد ہوئے۔ ان میں ڈرائیونگ کر کے شرکت کی۔اس کے پینا فلیکس اوراشتہارات،اسٹیکرز بھی لگائے۔

۲۸/اکتوبر کو چناب نگر سے ملتان، ۲۹/اکتوبر کو شجاع آباد کا سفر کیا۔ ۳۰، ۳۱/اکتوبر کو رخصت گزاری۔یکم نومبر کو شجاع آباد سے دین پور شریف کا سفر کیا۔دین پور شریف درگاہ کے سجادہ نشین حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری کے بعد فیروزہ کا سفر کیا۔یکم نومبر کو مجلس ساہیوال کے متحرک وفعال مبلغ مولانا محمد سلمان چک نمبر ۷۰ میں ناشتہ کیا۔مرحوم کے چہرے اور جسم پر کسی قسم کے اثرات نہ تھے۔مولانا سلمان نے کہا کہ آپ حضرات نے بہاولپور کے راستے بورے والا کا سفر کرنا ہے۔احمد پور شرقیہ میں میرے بچوں کے ننھیال رہتے ہیں، اجازت ہو تو میں بچوں کو تیار کروں؟ ہم نے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ چک نمبر ۷۰ سے فیروزہ اور فیروزہ سے بہاولپور کے لئے سفر شروع کیا کہ پندرہ سولہ کلومیٹر کے فاصلہ پر عبدالرزاق کو ڈرائیونگ کے دوران دل کا شدید دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔گاڑی بے قابو ہوکر دائیں طرف لڑھک گئی، آگے پانی کا کھالا تھا،اس کی من کے ساتھ ٹکرا کر رک گئی اور یہ سب کچھ آناً فاناً ہوا۔ میں تلاوت میں مصروف تھا، جب گاڑی بے قابو ہوکر دائیں طرف لڑھکی تو راقم کو احساس ہوا کہ کچھ ہوگیا ہے۔مولانا سلمان

کہنے لگے: چچا عبدالرزاق، چچا عبدالرزاق کیا کر رہے ہو؟ اسی دوران اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

اللہ پاک کا احسان عظیم ہے، گاڑی بائیں طرف نہیں لڑھکی۔ اس طرف سیم نالا تھا۔ جہاں یہ وقوعہ ہوا وہاں خاصی آبادی تھی۔ لوگ آگئے اور انہوں نے ہمیں گاڑی سے باہر نکالا۔ چارپائی پر اس کو لٹایا اس کے ہاتھ پاؤں مسلے۔ ۱۱۲۲ والے آگئے۔ ان میں موجود ڈاکٹر نے کہا کہ دورہ شدید ہے بچنے کی امید تو نہیں، البتہ اسے لیاقت پور ہسپتال لے چلتے ہیں۔ ای سی جی کرائیں گے، اتنے میں جامعہ مدنیۃ العلوم فیروزہ کے مہتمم مولانا سید ناصر محمود شاہ بھی تشریف لے آئے، گاڑی کو ٹرالے کے ذریعہ باہر نکالا۔

الحمدللہ! گاڑی کا بھی زیادہ نقصان نہیں ہوا، ڈرائیور کے علاوہ کسی سواری کو خراش تک نہیں آئی۔ مولانا ناصر محمود ہمیں لے کر لیاقت پور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال پہنچے۔ ایمبولینس اور ڈرائیور کا انتظام ہوا، یہ وقوعہ ۲/نومبر صبح دس بجے کا ہے۔ لیاقت پور سے نکلتے نکلتے بارہ بج گئے، ہم تین بجے شجاع آباد مرحوم کے گھر پہنچ گئے۔

رات آٹھ بجے جنازہ ہوا۔ جنازہ کی امامت شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمائی، دس بجے رات کے قریب تدفین سے فارغ ہوئے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور باجماعت نماز ادا کرتے تھے، باوضو ڈرائیونگ کرتے، انہوں نے بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑے۔ اللہ پاک ان کی کامل مغفرت فرمائے اور سوگواران کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ ☆☆

حاجی رانا عبدالمجید نون شجاع آباد

ہمارے آبائی علاقہ میں ابتداً صوفی عبدالخالق موہانہؒ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازا، مفسر القرآن حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ کے ہاتھ پر توبہ تائب ہوئے۔ آواز اچھی تھی، نعت خوانی شروع کر دی۔ مفسر القرآن کے ساتھ تبلیغی پروگراموں میں رفیق سفر کی حیثیت اختیار کر لی۔ ان کی مساعی جمیلہ سے رانا محمد بخش نون، صوفی احمد بخش غوری، حافظ خدا بخش وریا، میاں عبدالکریم لوہاران کے رفقاء فکر بنے۔ صوفی عبدالخالقؒ ہر تین چار ماہ کے بعد تبلیغی پروگرام منعقد کرتے۔ راقم نے اپنی بستی میں مولانا قائم الدین عباسیؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، مولانا قاری عبدالحئی عابدؒ لاہور، حافظ اللہ وسایا نابینا ڈیرہ غازی خان فاضل دیوبند کے بیانات کثرت سے سنے۔ نیز موصوف صوفی عبدالخالقؒ راقم کے دادا میاں الٰہی بخش مرحوم، والد محترم حاجی عبدالخالق سے اکثر ہم مجلس ہوتے۔ اللہ پاک نے برادر محترم مولانا خادم اللہؒ متوفی ۲۲/جولائی ۲۰۲۳ء کو علوم اسلامیہ کی تحصیل سے سرفراز فرمایا تو ہمارے گھر کے متصل چھوٹی سے مسجد جس کا نام بعد میں مسجد بلال رکھا گیا، وہ اہل حق کا مرکز بن گئی۔ صوفی صاحب موصوف کو برادر محترم کے زیر تعلیم ہونے میں بہت تقویت ہوگئی۔ رانا محمد بخش نون چاہ گل والا کو اللہ پاک نے تین بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ عبدالمجید، سعید احمد اور عبدالعزیز۔ سعید احمد اور عبدالعزیز راقم کے ساتھ مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں داخل ہوئے آگے چل کر دونوں حضرات نے غالباً جامعہ خیر المدارس ملتان سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ عبدالعزیز اب مولانا عبدالعزیز بن گئے، آگے چل کر تین طلاقوں کی وجہ سے اہلحدیث مسلک اختیار کر لیا۔ سعید احمد اب مولانا سعید احمد مماتیت کے نرغہ میں چلے گے اور شدت اختیار کر لی۔ عبدالمجید پکے ٹھکے دیوبندی رہے۔ ۱۹۸۴ء میں جب والد محترم حاجی عبدالخالقؒ نے اپنی بستی میں مدرسہ تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی تو تادم زیست مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ کی منتظمہ کمیٹی کے ممبر رہے، اہل حق کے تمام پروگراموں میں شریک ہوتے۔ غالی موحد نہ تھے بلکہ علماء دیوبند کے مسلک اعتدال کے مطابق معتدل مسلمان تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، صف اول اور تکبیر اولیٰ کے نمازی ۸۲ سال عمر پائی۔ ملتان کے دہلی گیٹ کے اندر مسجد جس کے مولانا قاری عبدالستار مدظلہ امام وخطیب ہیں۔ ایک عرصہ تک موذن رہے، اللہ پاک نے خوبصورت آواز سے سرفراز فرمایا تھا۔ دل موہ لینی والی آواز کے ساتھ اذان کہتے، اللہ پاک نے دو بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ محمد اجمل اور محمد اکمل، دونوں نے ہمارے مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ سے حفظ کیا، دونوں صحیح العقیدہ سنی، حنفی، دیوبندی مسلمان ہیں، نیز انہیں پانچ بیٹیاں عطا فرمائیں۔ بیٹوں کے نکاح بھی سادگی کے ساتھ سنت کے مطابق کئے۔ ایک مرتبہ حج اور کئی مرتبہ عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ معدہ کی خرابی باعث علالت بنی۔ ۳۱/اکتوبر ۲۰۲۳ء صبح ساڑھے آٹھ بجے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ملتان اپنے بیٹوں کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ چنانچہ اسی روز ظہر کی نماز کے بعد ابدالی مسجد (تبلیغی مرکز) میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض آپ کے دیرینہ رفیق مولانا قاری عبدالستار مدظلہ مدیر مدرسہ گھنٹہ گھر نے سرانجام دیئے، جس میں سینکڑوں سے متجاوز مسلمانوں نے ان کی نماز جنازہ ادا کی اور دوسری نماز جنازہ ان کے برادر مولانا سعید احمد کی اقتدا میں چاہ گل والا میں ادا کی گئی۔ راقم چند لمحہ قبل ملتان سے شجاع آباد پہنچا اور یوں ان کی جنازہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

عظیم الشان، فقید المثال سالانہ

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، لاہور

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۲۰۱۱ء میں بادشاہی مسجد لاہور میں منعقد ہونے والی عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے اختتام پر شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمایا کہ یہ کانفرنس ہر سال ہونی چاہیے، چنانچہ ۲۰۱۱ء سے ۲۰۲۳ء تک ہر سال لاہور کے مختلف مقامات پر منعقد ہو رہی ہیں۔ یوم اول سے رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی، ان حضرات پر مشتمل ہے: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا خالد محمود شادی پورہ، مولانا ڈاکٹر عبدالواحد قریشی، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا محمد اشرف گجر، میاں محمد رضوان نفیس، مولانا علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم۔ اس نے آج سے تین ماہ پہلے اپنا اجلاس کر کے مقام اور تاریخ کا تعین کیا۔ لاہور کے اضلاع شیخوپورہ، قصور، اوکاڑہ اور مضافاتی اضلاع گوجرانوالہ، حافظ آباد کے بڑے بڑے شہروں سے لے کر چھوٹے چھوٹے شہروں اور قصبات وچکوک کے دورے کئے اور رابطہ کمیٹیاں تشکیل دیں۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس:

۶ر ستمبر کو کرکٹ گراؤنڈ وحدت روڈ میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کے لئے یہ استقبالیہ کمیٹی تجویز کی گئی: مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف شامی، مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالشکور، مولانا زبیر جمیل ابن قاری جمیل الرحمٰن اخترؒ، قاری ظہیر احمد قمر، قاری فضل الرحمٰن، مولانا صغیر احمد، قاری محمد شریف۔ سیکورٹی کے فرائض جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کے طلبہ نے اپنے شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام فرید، مولانا قاری عزیز الرحمٰن رحیمی، مولانا محمد عمار کی قیادت میں سرانجام دیئے، نیز مجلس مانسہرہ کے احباب نے سیکورٹی کے فرائض سرانجام دینے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

میڈیا سیل:

مولانا عبدالنعیم، مولانا سمیع اللہ، مولانا محمد عرفان سرگودھا۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن کے خطیب مولانا محبوب الحسینی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کانفرنس کی تشہیر کے لئے مختلف مساجد میں دروس و بیانات کئے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محبوب الحسینی نے سرانجام دیئے۔

لاہور کرکٹ گراؤنڈ وحدت روڈ میں ۶ر ستمبر ۲۰۲۳ء کو عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں۔

پہلی نشست: مغرب سے عشا تک جاری رہی۔ صدارت لاہور مجلس کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے کی، جبکہ دوسری نشست عشا کی نماز کے بعد منعقد ہوئی۔ صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر پیر طریقت حضرت اقدس مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم نے کی۔ تلاوت قاری ذکی اللہ کیفی نے کی۔ پہلی نشست میں نعتیہ کلام سید حسین علی شاہ اور جناب فداء الرحمٰن نے پیش کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا سمیع اللہ لاہور، مولانا عتیق الرحمٰن ملتان، مولانا خالد عابد سرگودھا، مولانا فضل الرحمٰن منگلہ شیخوپورہ، مولانا محمد عارف شامی

ABDULLAH SATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972, 32531133

گوجرانوالہ کے علاوہ مولانا محمد عرفان سرگودھا، مولانا سعید وقار شادی پورہ لاہور اور مولانا عمران نقشبندی لاہور کے بیانات ہوئے۔

دوسری نشست: تلاوت ونعت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے ناظم مولانا قاری علیم الدین شاکر، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا نور محمد ہزاروی امیر مجلس سرگودھا، پاکستان مسلم لیگ کے راہنما میاں محمد نعمان، مولانا رضوان عزیز عارف والا، جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم استاذ العلماء حضرت مولانا فضل الرحیم مدظلہ علالت کے باوجود تشریف لائے اور بیان بھی فرمایا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ، جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اتنے بڑے اجتماع کا اہتمام کر کے بیان کی سعادت بخشی۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ انہوں نے طلبا کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جس تندہی سے ہمارے اکابرین نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا ہے، ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علمی وعملی اعتبار سے قادیانیت کے خاتمہ تک اپنی بہترین صلاحیتیں اس کے لئے صرف کردیں۔

جماعت اسلامی پاکستان کے امیر جناب سراج الحق نے اپنے بیان میں قادیانیت کی ملک دشمن سرگرمیوں کا بھرپور تعاقب کیا۔ انہوں نے علماء کرام سے درخواست کی کہ وہ اپنے آس پاس کے لوگوں پر کڑی نظر رکھیں اور قادیانیت کے خاتمہ کے لئے اپنی صلاحیتیں وقف کردیں۔ انہوں نے ایک قادیانیت سے اسلام قبول کرنے والے اسکالر کے حوالہ سے بتلایا کہ اس نے منصورہ میں آکر بتلایا کہ میں نے اپنے قادیانیت کے دور میں ایک مسجد کے امام وخطیب کو قادیانی بنایا، وہ پندرہ سال تک مسلمانوں کی امامت کرتا رہا۔ انہوں نے مساجد کی منتظمہ کو بھی کہا کہ وہ سوچ سمجھ کر امام وخطیب کا تقرر کریں، اور پھر ان کی سرگرمیوں پر بھی نظر رکھیں۔

مولانا قاضی احسان احمد مبلغ کراچی نے کہا کہ ہر مسلمان اس پیغام کو عام کرے اور اپنی اولادوں کو سمجھائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی ورسول ہیں، آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ قادیانیوں کے غلیظ عقائد کی وجہ سے ان سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ قادیانی مصنوعات شیزان لمیٹڈ، پران، یونیورسل اسٹیبلائزر، ذائقہ گھی، منڈی بہاؤالدین کی چینی اور ان جیسی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کر کے انہیں قادیانیت سے تائب ہونے پر مجبور کردیں۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ۱۹۷۴ء کے پارلیمنٹ کے فیصلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ قادیانی لٹھ برادر غنڈہ عناصر نے ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کو ہاکیوں، لاٹھیوں، ہنٹروں سے مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ تحریک شروع ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر تمام مسالک کی جماعتیں اکٹھی ہوئیں۔ ملک بھر میں ہڑتالیں ہوئیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور آپ کے رفقاء نے اسمبلی سے باہر اور مولانا مفتی محمودؒ، علامہ شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دیگر ایم این ایز نے اسمبلی کے اندر قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ گیارہ دن تک قادیانی گروپ کے لاٹ پادری مرزا ناصر احمد اور دو دن تک لاہوری گروپ کے صدر الدین اور عمر عبد المنان کو ڈیفنس کا مکمل موقع دیا گیا۔ تیرہ دن کی بحث کے بعد قومی اسمبلی اور سینیٹ کے تمام ممبران نے ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو امت مسلمہ کے جسد اطہر سے الگ کر دیا۔ اس فیصلہ سے کفر ہار گیا، اسلام جیت گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی ہے اور آئندہ بھی عقیدۂ ختم نبوت اور اس سے متعلقہ قوانین کی سر دھڑ کی بازی لگا کر حفاظت کی جائے گی۔ شاعر ابن شاعر سید سلمان گیلانی اور مولانا شاہد عمران عارفی کے نعتیہ کلام نے مجمع کو گرما دیا۔

مجلس کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے سلسلہ میں مجلس کی خدمات پر روشنی ڈالی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم نے خطاب کرتے ہوئے پارلیمنٹ کے اندر و باہر قائدین کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ ہمارے بزرگوں نے جس تحریک کو اپنے خون پسینہ سے سینچا تھا انشاء اللہ العزیز اس تحریک کو پروان چڑھایا جائے گا اور ختم نبوت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا جائے گا۔ آپ نے بھی تمام مدعوین اور شرکائے جلسہ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور مبارکباد پیش کی اور دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔

جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری مولانا محمد امجد خان نے نعروں کی گونج میں قائد محترم کو خطاب کی دعوت دی۔

قائد ملت اسلامیہ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کے اعلان کے بعد ہزاروں کے اجتماع نے کھڑے ہو کر قائد جمعیت کا استقبال کیا۔ آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شکرگزار ہوں کہ آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف بخشا۔ ہم سب مجلس کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجلس عقیدۂ ختم نبوت کی سرحدات پر جس جانفشانی سے چوکیداری کر رہی ہے، یہ تاریخ کا ناقابل فراموش حصہ ہے۔ اس عظیم الشان کردار کو بھلایا نہیں جاسکتا۔ پروگرام ۶ ستمبر کو رکھا جو ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کا دن ہے کہ ۱۹۶۵ء میں اس روز اپنے خون سے ملک کی سرحدوں کو جلا بخشی اور دشمن کو اس کے عزائم میں ناکام کیا۔ ۷ ستمبر ملک کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کا دن ہے۔ ۶ ستمبر کی جنگ سرحدوں کے میدانوں میں لڑی گئی، زندہ دلان لاہور نے اس دن لاٹھیوں، ہاکیوں، گنوں سے مسلح ہو کر دشمن کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔

۷ ستمبر کی جنگ پارلیمنٹ کے میدان میں لڑی گئی۔ یہ ہماری تاریخ کا حصہ ہے۔ اللہ رب العزت نے ''الیوم اکمت لکم دینکم'' میں اسلام کے کامل و مکمل دین ہونے کا اعلان کیا۔ اکمال دین سے دین کے اور تعلیمات دین کی تکمیل کا اعلان کیا گیا اور اتمام نعمت کو حاکمیت دین سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ سورۂ فتح میں دین اسلام کو نورِ ہدایت قرار دیا گیا۔ اتمام کا تقاضا حاکمیت کا تقاضا ہے اور یہ سیاست سے ہوگا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی: ''کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء'' میں سیاست کو انبیاء کرام کی تشریف آوری کا مقصد بھی قرار دیا۔

ختم نبوت کی تعبیر باعتبار عقیدہ لانبی بعدی سے فرمائی، جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعتبار عقیدہ کے آخری نبی ہیں، ایسے ہی باعتبار سیاست کے بھی آخری نبی ہیں۔ یہ دین لاوارث نہیں، برصغیر میں ہمارے بزرگوں کا ایک تاریخی کردار ہے۔ انہوں نے کہا کہ صرف پاکستان کو کیوں نشانہ بنایا جاتا ہے؟ حالانکہ قادیان انڈیا میں ہے، اس پر کوئی پریشر نہیں۔ ایران پر کوئی پریشر نہیں، افغانستان پر کوئی خاص پریشر نہیں، ہمارے اوپر کیوں پریشر ڈالا جاتا ہے؟ ہم پر پریشر ہے کہ آئینی ترامیم واپس لیں۔ چند افراد پر مشتمل چھوٹا سا ٹولہ میڈیا پر ترمیم کے خلاف منہ کھول کر یورپ کی خوشنودی حاصل کرتا ہے اور کبھی اسرائیل کو تسلیم کرنے پر تمام چینلز کے بڑے بوڑھے فلسفے جھاڑتے ہیں، اور اسرائیل تسلیم کرنے کی بات تو کرتے ہیں، لیکن انہیں فلسطین کے نہتے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا خیال نہیں آتا، چونکہ قبلۂ اول پر یہودی قابض ہیں، اس کی اہمیت کو ختم کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ اقتصادی حوالہ سے امریکا اور یورپ نے پاکستان کو نشانہ کیوں بنایا ہوا ہے؟ ایران اور افغانستان کی معیشت پر اتنا دباؤ کیوں نہیں؟ بلاخوف تردید کہتا ہوں کہ پاکستان پر ۲۰۱۸ء میں جو حکومت مسلط کی گئی اور اس کو جو ایجنڈا دیا گیا، اس کے تحت اسرائیل کو تسلیم کرنا، قادیانیوں کو دوبارہ مسلمانوں کی فہرست میں شامل کرنا، اور ناموس رسالت کا قانون ختم کرنا تھا۔ اس ایجنڈا کے تحت پاکستان کو اقتصادی طور پر غیر مستحکم کیا گیا۔ بیرونی سرمایہ کاری کے راستے روکے گئے۔ اس ایجنڈے کو جمعیت علماء اسلام نے للکارا اور کامیاب نہیں ہونے دیا۔ آئندہ بھی اس ایجنڈے کے راستہ میں روکاوٹ ڈالی جائے گی۔ عالمی مجلس لائق تحسین ہے کہ اس نے ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہوا۔ جمعیت علماء اسلام ان کے شانہ بشانہ ہے۔ ہماری سیاست کا مقصد ہی عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا ایوانوں میں تحفظ کرنا ہے۔ عظیم الشان کانفرنس جس میں ہزاروں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی، ایک بجے رات کے بعد امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کی دعا پر اور تاجدار ختم نبوت زندہ باد کے نعروں کی گونج میں اختتام پذیر ہوئی۔ ☆☆

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	قیمت
1	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 1 تا 30 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	9000
2	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
3	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	400
4	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	400
5	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
6	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	400
7	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	200
8	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
9	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1200
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	400
11	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1400
12	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (جلد اوّل)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
13	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (جلد دوم)	رسائل اکابرین	350
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	250
15	خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں)	مولانا محمد بلال ، مولانا محمد یوسف ماما	600
16	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
17	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	200
18	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
19	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	300
20	قادیانیت عقل وانصاف کی نظر میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (دو جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ